از قلم:

مفتی محمد چمن زمان نجم القادری

اوروں کے خیالات کی لیتے ہیں تلاشی

اور اپنے گریبان میں جھانکا نہیں جاتا

مُحَرِّف کون؟

از قلم:

مفتی محمد چمن زمان نجم القادری

جامعۃ العین۔ سکھر

اہلِ علم کے بیچ اختلاف کوئی نئی بات نہیں۔ بسا اوقات یہ اختلاف نوعِ انسانی کو تحقیق کے نئے آفاق سے روشناس کرواتا ہے اور بلا شبہ ایسی صورت میں یہ اختلاف اپنی مجموعی ہیئت اور نتائج کے پیشِ نظر لائقِ ستایش ہوتا ہے۔ اور کبھی یہ اختلاف عقلِ انسانی کے طائر کو تقلیدِ جامد کے قفس سے آزادی دلواتا ہے۔ اور ایسی صورت میں بھی یہ اختلاف لائقِ مذمت نہیں کہلاتا۔

لیکن موجودہ دور میں جبکہ علمی انحطاط کا یہ عالم ہے کہ ہلیلہ فروش خود کو پنسار اور لنگڑے اپنے آپ کو شہسوار سمجھے بیٹھے ہیں۔ عوام تو عوام، خواص کہلانے والے بھی سادہ سی باتیں سمجھنے سے قاصر اور اجلی بدیہیات میں انگشت بدنداں نظر آتے ہیں۔ جس بات کو خود نہیں جانتے اس کا ذکر کفر سے بدتر اور اپنی معلومات کو اجماعی مسائل گردانتے ہیں۔ قرآن وحدیث کی جگہ علاقائی ومسلکی مسلّمات نے لے لی اور دین کی دعوت نے مسلک پرستی کی چادر اوڑھ لی۔ خود کو عقلِ کل اور اپنی بات کو حرفِ آخر گردانا جاتا ہے اور اپنے فکری مخالف کو نوعِ انسانی سے نکال باہر کیا جاتا ہے۔ سچائی کا معیار زورِ دلیل کے بجائے مالی اور افرادی قوت بن چکا ہے اور بات اسی کی مضبوط سمجھی جاتی ہے جو بڑا فتنہ گر ہو یا جس کے فالورز زیادہ ہوں۔

ان حالات میں کوئی اختلاف کرے تو کیسے ؟ اور کس سے ؟ اور کس بات پہ ؟ اور اس کا نتیجہ کیسے نکلے ؟ بات کو انجام تک کیونکر پہنچایا جائے ؟ فیصلہ کون کرے ؟

آج کے دور میں اختلاف کے اُن ثمرات کے عُشرِ عشیر کی بھی توقع نہیں کی جا سکتی جو ثمرات اکابرِ امت کے اختلافات سے حاصل ہوا کرتے تھے۔ آج کل کا اختلاف شور و غوغا اور بحثِ بے سود بن کر رہ چکا ہے۔

لیکن یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی بعض اوقات انسان کو ان اختلافات کا حصہ بننا پڑتا ہے۔ کیونکہ دورِ حاضر کے "محققین" نے خامشی کو دلیل کی کمزوری اور سکوت کو موقف کے ضعف کا رنگ دے دیا ہے۔ ان حالات میں اپنے لیے نہ سہی، بسا اوقات عوام المسلمین کو فکری بے راہ روی سے بچانے کی خاطر اپنی صلاحیات کو بروئے کار لانا ضروری ہو جاتا ہے۔

نواصبِ دوراں

پچھلے چند سالوں سے وطنِ عزیز پاکستان میں اہلِ حق اور نواصب کے درمیان تنازع کی فضا شدید گرم ہے۔ اور گزشتہ تین چار سال سے راقم الحروف بھی اس جنگ کا حصہ ہے۔ اس عرصہ میں بندہ پر جو چیزیں روزِ روشن سے بڑھ کر عیاں ہوئیں ان میں سے چند یہ ہیں:

۱: نواصب انتہائی بد تمیز اور بد تہذیب ہیں۔

۲: عقل اور انصاف دونوں سے عاری ہیں۔

۳: بڑے بڑے نام اور جبے و دستار کے باوجود علم سے بے بہرہ ہیں۔

۴: بد بختوں میں عاقبت اندیشی نام کی کوئی چیز نہیں۔

۵: یہود و ہنود سے بڑھ کر اولادِ رسول ﷺ سے بیر۔

۶: کفار کے ساتھ اتحاد پسند لیکن رسول اللہ ﷺ کی اولاد کے ساتھ بیٹھنا تک ناپسند۔

۷: بات منوانے کے لیے دلیل کے بجائے پروپیگنڈہ پہ زور۔

۸: اپنی بڑائی ثابت کرنے کے لیے بڑے سے بڑا جھوٹ بھی نیکی۔

۹: اپنے مقاصد کی تکمیل کی خاطر دینی اقدار کی پائمالی بھی جائز۔

۱۰: اور سب سے خطرناک امر یہ ہے کہ موجودہ ناصبیت میں سب سے بڑا کردار مُحرّف برَیلویّت کا ہے۔

کوئی بھی ذی شعور انسان جب ان باتوں کو جان لیتا ہے تو وہ اس طبقے سے صرف نفرت ہی نہیں، بلکہ سخت نفرت کرتا ہے۔ اور بندہ اپنے خالق ومالک کا شکر ادا

کرتا ہے کہ اس کریم جل وعلا نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کی آلِ پاک کے در کی نوکری کی توفیق بخشی اور اس پروپیگنڈے باز طبقے سے نجات عطا فرمائی۔

ناصبیوں کے نشانے پر

رسول اللہ ﷺ کے چند بیٹے ان ناصبی ملاؤں کے نشانے پہ ہیں۔ ان میں سرِ فہرست امامِ اہلِسنت حجۃ الاسلام پیر سید محمد عرفان شاہ صاحب مشہدی موسوی کاظمی اور حضور مفسرِ قرآن، مفکرِ اسلام پیر سید ریاض حسین شاہ صاحب نقوی کا نام آتا ہے۔ نواصب کی شقاوت کا عالم یہ ہے کہ جس گھرانے کو دیکھ کر نجران کے عیسائی حیا کر گئے، نواصب کلمہ پڑھ کر بھی اسی گھرانے کے سپوتوں سے لڑنے کے لیے ہر پل کمربستہ نظر آتے ہیں۔

تازہ شرارت

چند دن قبل حضور مفکرِ اسلام، مفسرِ قرآن حضرت قبلہ پیر سید ریاض حسین شاہ صاحب کے خطاب میں سے ایک ٹکڑا قطع وبرید کے ساتھ شیئر کیا گیا۔ جب خطاب کا وہ حصہ قطع وبرید کا شکار ہوا تو سیاق وسباق، جملوں کے تسلسل کو جانے بغیر کسی گفتگو پر کوئی حکم لگانا سراسر ناانصافی اور پرلے درجے کی جہالت ہے۔ لیکن نواصب کا تو شعار ہی یہی ہے کہ ہر دشمنِ آلِ رسول ﷺ کی حمایت اور اولادِ رسول

ﷺ کی ہر ممکنہ دشمنی۔ سو ناصبی طبقے نے اپنی موروثی روش کو برقرار رکھتے ہوئے حضور مفکرِ اسلام پہ خوب تبرابازی کی۔ فعلیہم ما علیہم

راقم الحروف اس انتظار میں رہا کہ اگر کوئی معقول شخص اس سلسلے میں کوئی ڈھنگ کی بات کرے تو اس کو مخاطب بنایا جائے یا اس کی بات پہ کان دھرے جائیں۔ لیکن سارا شور کنویں کے مینڈکوں کا تھا۔ سارا شور ان بے چاروں کا تھا جن بونوں نے ساری زندگی "بارہ تقریریں" اور "اٹھارہ تقریریں" کے علاوہ نہ کسی کتاب کا نام سنا اور نہ کوئی کتاب دیکھی۔

میری مادری زبان میں کہاوت ہے: ڈھائی بوٹیاں تے پھتو باغبان

وہ حال ان عقل و علم کے بونے ناصبیوں کا ہے۔ جن بیچاروں کو اپنی ایڑی کے پیچھے کی خبر نہیں وہ بھی بڑھ چڑھ کر حضور مفسرِ قرآن علامہ پیر سید ریاض حسین شاہ جی دام ظلہ واقبالہ کے بارے میں بک بک کرتے نظر آئے۔

گستاخِ سیدہِ کائنات کی سعیِ مذموم

پھر مجھے معلوم ہوا کہ لاہوری شتر بے مہار گستاخِ سیدۂِ کائنات بدبخت دجالی بھی اپنی تھوتھنی ہلائے بغیر نہیں رہ سکا۔ اور اس بدبخت کا تو مقدر ہی یہی ہے کہ اب

وہ سدا اولادِ رسول ﷺ کو بھونکتا ہی رہے گا۔ جس نامراد کو مدینہ مشرفہ سے رسول اللہ ﷺ نے دھتکار دیا، لیکن اس ناہنجار کا دل نہیں لرزا۔ اس بدنصیب کے لیے نہ کسی دلیل کا کوئی فائدہ ہے اور نہ کسی نصیحت کا۔ شاید اس کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جن کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا:

وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ

اعتراض کا خلاصہ

فیس بکی دانشور ہوں یا لاہوری ڈنگر ڈاکٹر۔ سب کا زور اس بات پہ ہے کہ حضور پیر سید ریاض حسین شاہ صاحب دام ظلہ نے اپنی گفتگو میں قرآنِ عظیم کی تحریف کا ارتکاب کیا ہے۔ کسی نے کہا تحریف معنوی تو کسی نے کہا تحریف لفظی اور بعض چوہڑوں نے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے کی جانب کفر تک کی نسبت کر دی۔

من ادعی فعلیہ البیان کائناً من کان

بندہ آج بھی منتظر ہے کہ کوئی مائی کا لعل آگے بڑھے اور اصول کی روشنی میں حضور قبلہ پیر سید ریاض حسین شاہ جی دام ظلہ کی گفتگو کو تحریف ثابت کرے۔ کیونکہ جن کا دعوی ہے اُس کا اثبات بھی ان ہی کے ذمہ ہے۔ لیکن کئی دن گزرنے

کے باوجود فیس بک پوسٹوں، پروپیگنڈہ، گالی گلوچ اور جاہلانہ باتوں کے سوا کچھ بھی سامنے نہیں آیا۔

اہم مکالمہ

اسی دوران ایک انتہائی بونے ناصبی کا میسج آیا۔ میں بروقت اس پہ توجہ نہیں دے سکا تو موصوف نے باقاعدہ کال کے ذریعے توجہ دلائی اور میسج کا جواب دینے کا اصرار کیا۔ دو تین دن کے اندر وقفے وقفے سے موصوف سے جو گفتگو ہوئی، یہاں اس کا ذکر انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ لیکن چونکہ یہ گفتگو پرائیویٹ میسج پہ تھی، لہذا فریقِ مقابل کا نام لینا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ البتہ گفتگو کی اہمیت کے پیشِ نظر — فریقِ مخالف کی گالیوں کے سوا — مکمل گفتگو حرف بحرف ذکر کی جاتی ہے۔ (قوسین کی درمیانی عبارات راقم الحروف کی جانب سے سمجھی جائیں۔)

مولوی صاحب: "مَكَانًا عَلِيًّا" میں "عَلِيًّا" صفت ہے "مَكَانًا" کی۔ اور (حضور قبلہ پیر سید) ریاض شاہ (جی) نے جو ترجمہ کیا ہے وہ صفت موصوف والا نہیں۔ لہذا یہ تحریف ہے اور قرآنِ پاک کی تحریف کفر ہے۔

راقم الحروف نے مولوی صاحب کو جوابی میسج میں کہا:

۱. حضور قبلہ شاہ جی نے آیہ مقدسہ کے بعد جو جملہ فرمایا، کیا وہ "ترجمہ" ہے؟

۲. اگر حضور قبلہ شاہ جی کا جملہ "ترجمہ" ہے تو ترجمہ کی کون سی قسم ہے؟

۳. نیز تحریف کی تعریف کیا ہے؟ تعریف جامع اور مانع ہو۔

۴. "مَكَانًا عَلِيًّا" میں ترکیبِ توصیفی ہی متعین ہے یا کوئی دوسرا احتمال بھی ہو سکتا ہے؟

۵. اور کیا ہر وہ مقام جہاں بظاہر ترکیبِ توصیفی ہو، وہاں ظاہری صفت کو ظاہری موصوف سے کاٹنا تحریف قرار پائے گا یا نہیں؟

مولوی صاحب نے جواب کے لیے ایک دن کا انتظار کروایا۔ ایک دن کے بعد بھی جہاں پہلے دو سوالات کے جوابات ہضم کر گئے وہیں تحریف کی تعریف بھی سرے سے کھا گئے۔ آخری دو سوالات کے جوابات میں اتنا کہہ پائے:

"مَكَانًا عَلِيًّا" صفت موصوف ہیں لہذا صفت کو موصوف سے کاٹنا تحریف ہے اور یہ حکم عام ہے۔ صرف اس آیت کے لیے نہیں۔

میں نے پوچھا: کیا یہ آپ کا حتمی جواب ہے؟

کچھ توقف کے بعد بولے: جی ہاں۔

میں نے کہا: میں نے اسکرین شاٹ محفوظ کر لیا ہے۔

پھر میں نے پوچھا: اگر کوئی شخص بسم اللہ شریف میں "**الرحیم**" سے رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی مراد لے تو کیا یہ بھی تحریف ہے؟

مولوی صاحب نے اب کی بار جھٹ سے جواب دیا:

نحوی قاعدے کے مطابق "**الرحیم**" اسمِ جلالت کی صفت ہے۔ جو شخص "**الرحیم**" سے حضور ﷺ کی ذات مراد لے اس نے تحریف کی۔

میں نے کہا:

- شیخ ابو عبد الرحمن محمد بن حسین سلمی متوفی ۴۱۲ھ نے بسم اللہ شریف کی تفسیر کے دوران "**الرحیم**" کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھا:

وقیل: إن معنی الرحیم أی بالرحیم وصلتم إلی الله

یعنی "الرحیم" کے معنی ہیں کہ: تم رحیم کے ذریعے اللہ سبحانہ وتعالیٰ تک پہنچے ہو۔

(حقائق التفسیر ۱/۷)

- اور علامہ شمس الدین قرطبی متوفی ۶۷۱ھ نے بھی اس قول کو ذکر کیا۔ فرمایا:

وَقِيلَ: إِنَّ مَعْنَى" الرَّحِيمِ" أَيْ بالرحيم وصلتم إلى الله، فَـ" الرَّحِيمِ" نَعْتُ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم، وقد نعته تعالى بذلك فقال:" لَرَؤُفٌ

رَحِيمٌ" فَكَأَنَّ الْمَعْنَى أَنْ يَقُولَ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ وَبِالرَّحِيمِ، أَيْ وَبِمُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم وَصَلْتُمْ إِلَيَّ، أَيْ بِاتِّبَاعِهِ وَبِمَا جَاءَ بِهِ وَصَلْتُمْ إِلَى ثَوَابِي وَكَرَامَتِي وَالنَّظَرِ إِلَى وجهي، والله أعلم

یعنی کہا گیا ہے کہ "الرحیم" کے معنی ہیں: یعنی "رحیم" کے ذریعے تم اللہ سبحانہ وتعالی تک پہنچے۔ پس "الرحیم" سیدنا محمد صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم کی صفت ہے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالی نے آپ ﷺ کی یہ صفت بیان فرمائی اور فرمایا: البتہ بہت مہربان رحم فرمانے والے۔ تو گویا کہ معنی یہ ہوئے کہ فرمایا: اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحیم کے ذریعے۔ یعنی اور جنابِ محمد ﷺ کے ذریعے تم مجھ تک پہنچے ہو۔ یعنی ان کی پیروی کے سبب اور جو کچھ وہ لے کر آئے اس کے سبب تم میرے ثواب اور میری کرامت اور میرے دیدار تک پہنچے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالی بہتر جاننے والا ہے۔

(تفسیر قرطبی ۱/۱۰۶)

میں نے مزید کہا:

کیا وجہ ہے کہ بسم اللہ شریف میں:

- ظاہری نظمِ قرآنی سے ہٹ کر۔

- "الرحیم" کو موصوف سے ہٹا کر۔
- اس سے پہلے حرفِ جر۔
- حرفِ عطف۔
- اور ایسے جملہ کی تقدیر جس کی جانب بآسانی ذہن منتقل نہیں ہوتا۔

"الرحیم" کو "وَبِالرَّحِيمِ أَيْ وَبِمُحَمَّدٍ صلی الله علیه وسلم وَصَلْتُمْ إِلَيَّ" بنا دینے کے باوجود یہ تحریف نہیں۔

تو اگر کسی نے "مکانا علیا" میں:

- ترکیبِ توصیفی کی پابندی نہیں کی۔

تو یہ تحریف کیوں بن گئی؟

قارئینِ کرام!

اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مولوی صاحب حضور قبلہ شاہ جی کی گفتگو اور شیخ الصوفیہ ابو عبد الرحمن سلمی و علامہ قرطبی کی ذکر کردہ گفتگو کے درمیان فرق بیان کر کے واضح کرتے کہ ان بزرگوں کی ذکر کردہ توجیہ تکلفاتِ بعیدہ و شدیدہ کے باوجود تحریف کیوں نہیں اور حضور قبلہ شاہ جی کی گفتگو تحریف کیوں ہے؟

لیکن کنویں کے مینڈکوں کو کیا خبر کے کنویں سے باہر کیا چل رہا ہے۔

مولوی صاحب کی جانب سے دو دن تک مکمل خاموشی رہی۔ دو دن بعد میں نے خود میسج کیا:

محترم آپ نے جواب نہیں دیا۔

کافی دیر توقف کے بعد بولے: میں ان دونوں بندوں کو نہیں جانتا۔ اس لیے ان کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

موصوف کا جواب میری توقعات کے مطابق تھا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ان کنویں کے مینڈکوں کو ایک دونی دونی، دو دونی چار کے علاوہ کچھ نہیں آتا۔

لیکن میں چاہتا تھا کہ اب جبکہ گفتگو شروع کی ہے تو اس کو کسی انجام تک پہنچایا جائے۔ لہذا میں نے نیا سوال کیا:

کیا مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب کو جانتے ہیں؟

جھٹ سے بولے: جی ہاں! وہ تو حکیم الامت ہیں۔ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک۔ مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان۔

میں نے کہا: مفتی احمد یار صاحب کا کہنا ہے کہ بسم اللہ شریف میں ایک

احتمال یہ بھی ہے کہ "اسم اللہ" حضور ﷺ کی ذاتِ پاک ہوں اور "الرحمن" اور "الرحیم" رسول اللہ ﷺ کی صفات ہوں۔

مولوی صاحب: حضرت مفسرِ شہیر ایسی بات نہیں فرماسکتے۔

راقم: وہ فرماسکتے ہیں یا نہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ یہ "تحریف" ہے یا نہیں؟ اور اگر تحریف ہے تو جس کفر کا آپ نے پرسوں ذکر کیا تھا۔ وہ یہاں پہنچے گا یا ادھر آنے کے لیے رستے میں آپ حضرات کی بدمعاشیوں کی دیوار کھنچی ہوئی ہے؟

مولوی صاحب: حضرت حکیم الامت ایسی بات نہیں کہہ سکتے۔

راقم: چلیں آپ کی بات مان لی کہ مفتی احمد یار صاحب ایسی بات نہیں کہہ سکتے۔ لیکن یہ تو بتائیں کہ یہ "تحریف" بنے گی یا نہیں؟ اور اگر تحریف بنے گی تو مفتی احمد یار صاحب کافر اور مرتد قرار پائیں گے یا نہیں؟ اور ایک کافر و مرتد کو مفسرِ شہیر، حکیم الامت، فلاں فلاں کہنے والوں پر شرعا کیا فتوی جاری ہو گا؟ کافر و مرتد کی کتابیں چھاپنے والے، کافر و مرتد کو اپنا مقتدا و پیشوا ماننے والے کیا کہلائیں گے؟

جب میں نے یہ باتیں کیں تو موصوف اپنی موروثی عادت گالی گلوچ پہ اتر آئے۔ پیٹ بھر کے دشنام طرازی کے بعد کہنے لگے:

۔۔۔۔۔ تو حضرت حکیم الامت کا حوالہ دکھا!!!

میں نے کہا: حوالہ تو تب دکھاؤں جب آپ اور آپ کے بڑے بِل سے باہر نکلنے کا حوصلہ رکھیں۔ مانگے کا للاری ہو یا لاہوری ڈنگر ڈاکٹر، ساری بڑکیں چارپائی کے نیچے چھپ کر ماری جاتی ہیں تو حوالہ کس کو دکھایا جائے؟ لیکن یہ بات طے ہوئی کہ جس دن تمہارے بڑے اپنی بِل سے باہر نکلے اس دن حوالہ ضرور دکھاؤں گا۔ اس وقت صرف مفتی احمد یار صاحب کی اصل عبارت پیش کرتا ہوں۔

تفسیرِ نعیمی میں لکھتے ہیں:

نکتہ: مجھ سے بعض بزرگوں نے فرمایا کہ اسم اللہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا بھی نامِ پاک ہے۔ جیسے کہ ذکر اللہ بھی حضور علیہ السلام کا نام ہے۔ دیکھو دلائل الخیرات شریف۔ اور حضور علیہ السلام کو اسم اللہ اس لیے کہتے ہیں کہ اسم وہ ہوتا ہے جو ذات کو بتائے اور ذات پر دلالت کرے۔ اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے بھی اللہ کی ذات کو ظاہر کیا۔ رب تعالی حضور علیہ السلام کا خالق ہے اور حضور علیہ السلام اس کے مظہرِ اتم۔

آگے چل کر لکھتے ہیں:

یہ بہت اچھی تاویل ہے۔ اور کسی قاعدہ شرعیہ کے خلاف نہیں۔ اب آگے

جو الرحمن اور الرحیم آرہاہے وہ یا تو اللہ کی صفت ہو یا لغوی معنی میں اسم اللہ کی یعنی رسول اللہ ﷺ کی۔

(تفسیر نعیمی ۴۷،۴۸)

میں نے یہ عبارت بھیجنے کے بعد اپنے سوالات دہراتے ہوئے کہا:

- یہ "تحریف" کہلائے گی یا نہیں؟
- اور اگر تحریف کہلائے گی تو مفتی احمد یار صاحب کافر اور مرتد قرار پائیں گے یا نہیں؟
- اور ایک کافر و مرتد کو مفسرِ شہیر، حکیم الامت، فلاں فلاں کہنے والوں پر شرعاً کیا فتوی جاری ہو گا؟
- کافر و مرتد کی کتابیں چھاپنے والے، کافر و مرتد کو اپنا مقتدا و پیشوا ماننے والے بریلی شریف کے فتوی کے مطابق کیا کہلائیں گے؟

؎ پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی۔۔۔!!!

موصوف نے جیسے ہی مفتی احمد یار صاحب کی اصل عبارت دیکھی اور پھر میرے سوالات پہ نظر ڈالی تو جھٹ سے مجھے بلاک کر کے جان چھڑالی۔

قارئینِ کرام!

اس مکالمہ کو ذکر کرنے کا مقصد ناصبیوں کی جہالت ، تنگ ذہنی ، تنگ نظری کے ساتھ ساتھ ان کی آلِ رسول ﷺ کے خلاف ستم ظریفی کی نشاندہی بھی ہے۔ ان حضرات کی من پسند شخصیات جو چاہیں کہیں ، جیسی من میں آئے بات کریں، وہ سب جائز ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے بیٹے درست بات بھی کریں جب بھی یہ ظالم اپنے آباء کی سنتِ سیئہ کی پیروی سے باز نہیں آتے اور آلِ رسول ﷺ کی دشمنی میں ہر حد سے گزرنا ہی اپنا دین وایمان سمجھتے ہیں۔

صوفیہ کی پیروی کے دعوے دار

نہ تو اس امت میں ناصبیت نئی ہے اور نہ ہی پاک وہند میں۔ لیکن اس وقت ہمیں جن ناصبیوں سے پالا پڑا ہے وہ زیادہ خطرناک ہیں۔

اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ آج تک ان حضرات نے اہلِسنت کا لبادہ اوڑھے رکھا۔ اور اب جبکہ سکے کی چمک ان کی نگاہوں کو خیرہ کر گئی تو انہوں نے اپنا دین بیچ دیا۔ سادہ لوح سنی ان کے جال میں بآسانی پھنس چکے ہیں۔ کیونکہ جب تک سادہ عوام ان کی نئی روش سمجھتی ہے اس وقت تک پانی سر سے گزر چکا ہو گا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ ناصبی ایک جانب قادری، چشتی وغیرہ لکھوا کر اپنی نسبت صوفیہ کے ساتھ نسبت جوڑتے ہیں جس سے سادہ لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ یہ صوفیہ کے پیروکار ہیں۔ لیکن در حقیقت یہ لوگ انتہائی گھناؤنے ناصبی ہیں۔ صوفیہ کے ہاں تو مولا علی کا فیض ہے اور یہ لوگ مولا علی سے مکمل باغی ہیں۔ ایسی صورت میں ان کا صوفیہ سے کیا تعلق؟؟؟

ان دنوں بھی جو لوگ حضور مفکرِ اسلام پیر سید ریاض حسین شاہ جی قبلہ کے بارے میں خرافات بک رہے ہیں ان میں سے بھی کوئی اپنے آپ کو رضوی لکھتا ہے تو کوئی قادری، کوئی نقشبندی تو کوئی چشتی۔

نواسہِ غوثِ اعظم کی گفتگو

صوفیہ کے پیروی کے ان دعوے داروں کے سامنے حضور سیدنا غوثِ اعظم کے نواسے شیخ عبد الکریم جیلی متوفی ۸۲۶ھ کی ایک گفتگو رکھنا چاہوں گا۔ جو آپ نے سورہ اخلاص کے تناظر میں کی۔ اور ان بریلوی ناصبیوں سے اس پہ حکم کا تقاضا بھی کروں گا کہ: شیخ عبد الکریم جیلی کی یہ گفتگو سورۂ اخلاص کے مفہوم کی تحریف ہے یا نہیں؟ بلکہ فی نفسہ درست ہے یا نہیں؟ اور اس گفتگو کے تناظر میں نواسۂِ سیدنا غوثِ اعظم پہ کیا حکم لگتا ہے؟

شیخ عبد الکریم جیلی فرماتے ہیں:

ولقد أقمت فى مشهد محمدى بالروضة الشريفة النبوية بمدينته صلى الله عليه وسلم فى تاريخ الرابع والعشرين من شهر ذى الحجة الحرام سنة اثنين وثمانمائة. فرأيته صلى الله عليه وسلم بالأفق الأعلى، والمستوى الأزهى، حيث لا يقال فيه حيث، ذاتاً محضاً صرفاً، متحققاً بألوهة كاملة جامعة. وسمعت عن يمينه قائلاً: (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ). يشير بلفظة (هُوَ اللَّهُ) إلى المظهر المحمدى. فقلت كقوله. فلما رجعت إلى العالم الكونى وجدت هذه السورة بكمالها مكتوبة فى اسطوانة من اسطوانات الشباك المقابل لضريحه ولم أكن أشهد تلك الكتابة قبل ذلك الوقت، ولم تزل تلك السورة مكتوبة إلى تاريخنا هذا. ثم عرفت أن الكاتب لتلك السورة فى ذلك المكان إنما كتبها عبارة عما تجلى عليه من الحقيقة المحمدية فى مشهد من المشاهد العلية.

اور البتہ تحقیق میں ۲۴ ذو الحجہ ۸۰۲ھ کو مدینۃ الرسول ﷺ میں روضۂ شریفہ پہ مشہدِ مصطفوی میں ٹھہرا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو افقِ اعلیٰ و مستوائے ازہیٰ پہ وہاں دیکھا جس کے بارے میں "وہاں" نہیں کہا جا سکتا۔ ذاتِ محض خالص، الوہیتِ کاملہ و جامعہ کے ساتھ متحقق۔ اور میں نے آپ ﷺ کی دائیں جانب کہنے والے کو سنا: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ۔ (کہنے والا) لفظِ "هُوَ اللَّهُ" کے ساتھ مظہرِ محمدی کی

جانب اشارہ کر رہا تھا۔

پس میں نے بھی اس کی بات کی مانند کہا۔

پھر جب میں عالمِ کونی کی جانب لوٹا تو میں نے قبرِ انور کے مقابل کھڑکی کے ستونوں میں سے ایک ستون میں یہ مکمل سورت لکھی پائی۔ اور اس وقت سے پہلے مجھے اس لکھت کی اطلاع نہیں۔ اور یہ سورت ہماری اس تاریخ تک لکھی ہوئی ہے۔

پھر میں نے پہچان لیا کہ اس جگہ اس سورت کو لکھنے والے نے اس کو اس چیز سے تعبیر کرتے ہوئے لکھا جو اس پر مشاہدِ عالیہ میں سے ایک مشہد میں حقیقتِ محمدیہ سے منکشف ہوا۔

(الکمالات الالہیۃ فی الصفات المحمدیۃ ص ۱۱۳)

قارئینِ کرام!

شیخ عبد الکریم جیلی ایک جانب ذاتِ مصطفی کو "الوہیتِ کاملہ وجامعہ" کے ساتھ متصف ٹھہرا رہے ہیں اور دوسری جانب سورہ اخلاص میں موجود "ھو اللہ" کا اشارہ رسول اللہ ﷺ کی جانب بتا رہے ہیں۔

میں نہیں جانتا کہ کنویں کے مینڈک شیخ عبد الکریم جیلی کو جانتے ہیں یا

نہیں۔ کیونکہ ہمارا پالا اس جاہل قوم سے پڑا ہے جو امام شافعی کو "سید" قرار دیتے ہیں اور صحابہ کی گستاخی کے بعد کہتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہیں تھا کہ یہ صحابی ہیں۔

لیکن حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا نام لے کر عوام سے ہمدردیاں بٹورنے والوں کو تو شیخ عبد الکریم جیلی کی خبر ہونی چاہیے۔

سوال یہ ہے کہ:

اس گفتگو کے تناظر میں شیخ عبد الکریم جیلی پہ کیا فتوی بنتا ہے؟

"ھو اللہ" کا اشارہ رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس کی جانب قرار دے کر شیخ عبد الکریم جیلی تحریف کے مرتکب ہوئے یا نہیں؟

اگر نہیں تو کیوں؟

اور اگر تحریف کے مرتکب ہوئے تو شیخ عبد الکریم جیلی پر کیا حکم لگے گا؟

اور اگر اسے باب التاویل سے قرار دے کر شیخ عبد الکریم جیلی کو اکابر صوفیہ و اولیاء سے قرار دیا جاتا ہے تو ظالموں سے پوچھنا چاہوں گا کہ:

پھر ساری ضد اپنے سامنے موجود اولادِ رسول ﷺ ہی سے کیوں ہے؟

یزیدی طرز کی پیروی

یہ تو بالکل وہی انداز ہے جو یزید جیسے اموی ملوک نے اختیار کیا تھا کہ یہود ونصاری کو پناہ دیتے تھے لیکن اولادِ رسول ﷺ کو ذبح کرنا اپنے اقتدار کی بقاء کی خاطر ضروری سمجھتے تھے۔ وہی طریقہ دورِ حاضر میں ناصبی ٹولے نے اپنا رکھا ہے۔ چوہڑوں اور چماروں کے ساتھ بغلگیر ہونے کو اعلی اخلاق کی علامت قرار دیتے ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹوں کا نرخرہ دبا کر رکھنا اپنی جھوٹی شان وشوکت کی بقا کی خاطر فرض ٹھہراتے ہیں۔

وسیع تر دین

جس قسم کی گفتگو شیخ عبد الکریم جیلی نے کی، راقم الحروف کی نظر میں اس جیسی "تحریفات" کی ایک طویل فہرست ہے۔ لیکن راقم الحروف نے دین بہارِ شریعت یا تفسیرِ نعیمی سے نہیں لیا۔ راقم الحروف کی نگاہ میں دین کا اصل ماخذ وحیِ ربانی ہے، پھر چاہے وہ متلو ہو یا غیر متلو۔ پھر اس وحیِ ربانی سے لکھو کھا مفسرین، محدثین، صوفیاء، متکلمین، فقہاء نے غوطہ زنی کر کے اپنی بساط کے مطابق موتی چننے کی کوشش کی۔ اگر کسی ایک کے ہاتھ میں آنے والا موتی دوسروں سے مختلف دکھائی دیتا ہے تو اس پر اپنی تنگ نظری مسلط کرنے کے بجائے وحیِ ربانی کے بحرِ بے کنار کی وسعتوں کو

سمجھنا ضروری ہے۔

خالقِ کائنات کا فرمانِ گرامی ہے:

قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَىٰ سَبِيلًا

اے محبوب آپ فرمایئے! ہر شخص اپنے طریقے پر عمل کرتا ہے تو تمہارا پروردگار اس کو بہتر جاننے والا ہے جو زیادہ ہدایت والے رستے والا ہے۔

(سورۃ الاسراء آیت ۸۴)

صاحبِ قوت القلوب عارف باللہ سیدی ابو طالب محمد بن علی بن عطیہ مکی متوفی ۳۸۶ھ فرماتے ہیں:

وروينا في الخبر: الإيمان ثلاثمائة وثلاثة وثلاثون طريقة من لقي الله عزوجل بالشهادة على طريقة منها دخل الجنة

اور ہم نے خبرِ رسول ﷺ میں روایت کیا:

ایمان تین سو تینتیس طریقے ہیں۔ جو شخص ان میں سے کسی ایک طریقے پر گواہی دیتے ہوئے اللہ سبحانہ وتعالی سے جاملا، وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

پھر آیہ مذکورہ بالا نقل کرنے کے بعد اس کی تحت لکھتے ہیں:

فدل أنهم كلهم مهتدون وبعضهم أهدى من بعض بمعنى أنه أقرب إلى الله عز وجل وأفضل

پس یہ فرمانِ باری تعالی دلیل ہے کہ وہ سب ہدایت والے ہیں اور ان میں سے بعض دوسروں کی نسبت زیادہ ہدایت والے ہیں۔ اس معنی میں کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالی سے زیادہ قریب اور افضل ہیں۔

(قوت القلوب ۱/۱۵۰)

علامہ عبد الوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ میزان الشریعۃ الکبری میں رقمطراز ہیں:

وسمعته أيضا يقول: إياكم أن تبادروا إلى الإنكار على قول مجتهد أو تخطئته إلا بعد إحاطتكم بأدلة الشريعة كلها ومعرفتكم بمجيع لغات العرب التي احتوت عليها الشريعة ومعرفتكم بمعانيها وطرقها. فإذا أحطتم بها كما ذكرنا ولم تجدوا ذلك الأمر الذي أنكرتموه فيها فحينئذ لكم الإنكار والخير لكم

اور میں نے سیدی علی خواص کو یہ بھی کہتے سنا: کسی مجتہد کے قول پر انکار یا

اس کو غلط قرار دینے میں جلدی سے بچو۔ مگر شریعت کی ساری دلیلیں جاننے اور عرب کی ان تمام لغات کی معرفت کے بعد جن پہ شریعت مشتمل ہے اور ان کے معانی وطرق کی معرفت کے (بعد۔)

پس جب تم شریعت کا ویسے احاطہ کر لو جیسا ہم نے ذکر کیا اور اس چیز کو جس پہ تم نے انکار کیا، اس کے اندر نہ پاؤ تو اس وقت تمہیں انکار جائز ہے اور تیرے لیے بھلائی ہے۔

پھر اس مرتبہ کی دوری پر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

وأنى لكم بذلك

اور تمہیں یہ مقام کہاں نصیب؟

پھر فرمایا:

فقد روي الطبراني مرفوعا: "إن شريعتي جاءت على ثلاثمائة وستين طريقة ما سلك أحد طريقة منها إلا نجا"

پس تحقیق طبرانی نے مرفوعا روایت کیا: بے شک میری شریعت ۳۶۰ طریقوں پر ہے۔ کوئی شخص ان میں سے کسی بھی راہ پہ چلا اس نے نجات پائی۔

(میزان الشریعۃ الکبری ۱/۱۴۸ فصل ۲۰)

میزانِ خضریہ میں علامہ شعرانی کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں:

واياك والمبادرة الي تخطئة مجتهد الا بعد احاطتك بسائر لغات العرب ، التي احتوت عليها الشريعة ومنازعها. وسمعت سيدي عليا الخواص رحمه الله يقول: " اياكم والانكار علي كلام احد من العلماء الا بعد الاحاطة بجميع طرق الشريعة ، ولم تجدوا ذلك الكلام فيها ". فقد روي الطبراني مرفوعا: " ان شريعتي جاءت علي ٣٦٠ طريقة ، فمن سلك " طريقة " منها نجا " انتهي.

کسی مجتہد کو خطا پہ ٹھہرانے میں جلدی سے بچ۔ مگر عرب کی ان تمام زبانوں اور ان کے مآخذ کا احاطہ کر لینے کے بعد جن پر شریعت مشتمل ہے۔

میں نے سیدی علی خواص کو فرماتے سنا:

علماء میں سے کسی کی گفتگو پر انکار سے بچو مگر شریعت کی تمام راہوں کا احاطہ کر لینے کے بعد (جبکہ) تم یہ گفتگو ان میں نہ پاؤ۔ تحقیق طبرانی نے مرفوعا روایت کیا: بے شک میری شریعت ۳۶۰ طریقوں پہ آئی ہے۔ تو جو شخص ان میں سے کسی راہ پہ چلا اس نے نجات پائی۔ (سیدی علی خواص کی گفتگو مکمل ہوئی۔)

(المیزان الخضریۃ ص۳۶)

حاصلِ کلام

امام ابو طالب مکی، پھر سیدی علی خواص، پھر علامہ شعرانی کی گفتگو کا حاصل یہی ہے کہ: کنویں کے مینڈکوں کو اپنی تنگ نظری کے سبب جھٹ سے زبانِ اعتراض کھولنے کی بجائے بحرِ شریعت کی وسعتوں کو دیکھ لینا چاہیے۔

مُحَرَّف بریلویت بر طریقِ وہابیت

اس وقت بریلوی ناصبیوں نے وہی انداز اپنا لیا ہے جو ایک عرصہ سے وہابیت کا انداز چلا آ رہا تھا۔ بلکہ اگر کہا جائے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہابیت کی شدت میں قدرے کمی آئی ہے تو شاید بے جا نہ ہو۔ لیکن بریلوی اس رستے کے نئے راہی ہیں اور وہابیوں کی نسبت تازہ دم۔ لہذا جو شدت اور انتہا پسندی وہابیوں میں نظر آتی ہے، اس سے کہیں بڑھ کر غلو ناصبی بریلویوں نے اپنایا ہوا ہے۔

تحریفاتِ رضویہ

اس فصل کا عنوان شاید کچھ دوستوں کے لیے گرانی کا سبب ہو لیکن سچ یہ ہے کہ: یہ عنوان حضرت فاضلِ بریلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی توہین و تنقیص یا ان پر اعتراض کی خاطر نہیں باندھا گیا۔ بلکہ وہابیوں کے پیچھے سرپٹ دوڑنے والے بریلویوں کو یاد دلانے کی خاطر کہ: جس قسم کے اعتراضات تم لوگ اس وقت

ساداتِ کرام پر کر رہے ہو اور بالخصوص جس طرح کی خرافات حضور مفسرِ قرآن قبلہ پیر سید ریاض حسین شاہ جی کے خلاف بکی جا رہی ہیں۔ یہ وہی اعتراضات اور اسی روش کا تسلسل ہے جو پچھلی ایک صدی سے وہابی حضرات سنی بریلویوں اور بالخصوص حضرت فاضلِ بریلوی مولانا احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالی پر کرتے چلے آ رہے ہیں۔

میں ان تمام بے مقصد اور لایعنی اعتراضات کو یکجا کر کے اپنا اور قارئین کا وقت برباد نہیں کرنا چاہوں گا لیکن ساداتِ کرام پر بھونکنے والوں – سڑک کنارے بھونکنے والوں سے بدتر مخلوق – کی یاددہانی کے لیے چند جملے ضرور "نقل" کرنا چاہوں گا۔ جس سے قارئین کو بھی اندازہ ہو جائے گا کہ:

جس چیز کو تحریف ٹھہرا کر حضرت قبلہ شاہ جی کے خلاف اپنے اندر کا گند نکالا جا رہا ہے۔ اگر وہ تحریف ہے تو اس سے شدید تحریفات کا ارتکاب تو اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالی بارہا کر چکے ہیں۔

سو اگر اس قسم کی گفتگو کی وجہ سے حضرت قبلہ شاہ جی کے خلاف جو کچھ بکا گیا، وہ درست ہو تو اصولی طور پر وہ فتوے حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالی پر بھی لگتے ہیں۔

مولانا احمد رضا خان صاحب بھی کافر و مرتد قرار پاتے ہیں۔ ۔۔

ان کی پیروی کرنے والے سارے بریلوی بھی کافرو مرتد۔۔۔

ان کے کنزالایمان کے گن گانے والے بھی گمراہ وبددین۔۔۔

جی ہاں!!!

کیونکہ حضرت مولانا احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالیٰ نہ صرف بارہا تحریفِ معنوی کے مرتکب ہوئے۔ بلکہ آپ نے کئی بار قرآنِ عظیم میں تحریفِ لفظی کا ارتکاب بھی کیا۔(بمطابق مزاجِ بریلویان)

فاضلِ بریلوی کی قرآنِ عظیم میں
ایک درجن معنوی تحریفات

ہم پہلے بھی صراحت کر چکے کہ ہماری اس گفتگو کا مقصد حضرت فاضلِ بریلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر اعتراض نہیں۔اس گفتگو کا مقصد مُحرّف / وہابیت کے پیچھے سرپٹ دوڑتی بریلویت کے پیروکاروں کو آئینہ دکھانا ہے۔لہذا اگر کہیں بظاہر اعتراض فاضلِ بریلوی کی شخصیت پر محسوس ہو تو اس کو "حکایتِ کلامِ معترض" سمجھا جائے، ورنہ ہمارا اصل مخاطب مُحرّف بریلویت کے پیروکار ہیں۔

پس:اگر مُحرّف بریلویت کے مطابق کنزالایمان کو دیکھا جائے تو ایک

دو بار نہیں، مولانا احمد رضا خان صاحب نے صدہا بار قرآنِ عظیم کے ترجمہ میں بدترین تحریفِ معنوی سے کام لیا ہے۔ یہاں بطورِ مثال صرف ایک درجن نمونے پیش کیے جاتے ہیں:

"نبی" کے معنی میں تحریف

حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب چونکہ رحمتِ عالم ﷺ کی ذاتِ اقدس کے لیے علمِ غیب کا نظریہ رکھتے تھے۔ اور اہلِ سنت کا نظریہ بھی یہی ہے۔ سو آپ نے اپنے اس نظریہ کی تائید کی خاطر قرآنِ عظیم کے ترجمہ کے دوران "نبی" کے معنی "غیب بتانے والے" کے کیے ہیں۔

جیسے سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۶ کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر۔

(کنزالایمان، سورۃ الاحزاب آیت ۵۶)

بریلوی حضرات جیسے ہر بات کو تحریف قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں۔ ان کے مطابق تو "نبی" کے معنی "غیب بتانے والے" کرنا قرآنِ عظیم میں کھلی تحریف ہونا چاہیے اور اس بنیاد پر مولانا احمد رضا خان "کافر و مرتد وغیرہ وغیرہ" جو بکواسیں

بریلوی کرتے نظر آتے ہیں۔ وہ سارے فتوے فاضلِ بریلوی پہ لگنے چاہییں۔

کیونکہ "نبی" کے اشتقاق میں اختلاف کے باوجود اس کا ترجمہ "غیب بتانے والا" نہیں بنتا۔ کیونکہ اس معنی کے لیے ضروری ہے کہ اس کے مادۂ اشتقاق کے معنی "غیب بتانا" ہوں۔ تو کیا بریلوی حضرات اپنے گھٹیا اجتہاد کے بغیر بتا سکتے ہیں کہ کس معتبر لغوی نے "نبی" کے مادۂ اشتقاق کے معنی "غیب بتانا" کیے ہیں؟

حضرت قبلہ مفکرِ اسلام پیر سید ریاض حسین شاہ جی نے "شاہ" کے معنی میں وسعت کا ذکر کیا تو کالے پیلے سارے بریلوی برساتی مینڈکوں کی طرح ٹرٹراتے سنائی دیئے۔ حالانکہ متعدد اہلِ لغت نے "شاہ" کے معنی میں وسعت کا ذکر کیا۔ اور راقم الحروف ایک سال قبل اس پہ گفتگو کر چکا۔ مانگا منڈی کے ایک للاری کو مناظرہ کی دعوت بھی دی۔ ۳۰ اگست ۲۰۲۲ء کو بھرچونڈی شریف کا وقت بھی دیا۔ لیکن جیسے گستاخِ زہراء ڈنگر ڈاکٹر ۲۰ فروری کو لودھراں نہیں پہنچ سکا یونہی اس ڈنگر ڈاکٹر کا للاری استاد ۳۰ اگست کو بھرچونڈی شریف نہیں پہنچ پایا۔

میں جانتا ہوں کہ یہ حضرات اعلیحضرت کے ترجمہ کی یوں توجیہات کریں گے جیسے دینِ اسلام پہ ان کے باپ کا ٹھیکہ ہے۔ لیکن اربابِ انصاف ایسے نوسر بازوں کے چنگل میں آنے والے نہیں۔ وہ— مُحرّف بریلویت کے تناظر میں— ضرور

یقین کریں گے کہ:

جب "نبی" کے مادۂِ اشتقاق کے معنی "غیب بتانا" نہیں تو "نبی" کے معنی "غیب بتانے والا" کرنا "نبی" کے معنی میں تحریف ہے۔ اور مولانا احمد رضا خان صاحب اس تحریف کے مرتکب ہوئے ہیں۔ سو ان پر وہ سارے فتوے چسپاں ہوتے ہیں جو کسی بھی محرفِ قرآن پہ بنتے ہیں۔۔۔!!!

تحریفاتِ رضویہ کی دوسری مثال

اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشادِ گرامی ہے:

وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا

(سورہ بقرہ آیت ۸۹)

اس کا ترجمہ کرتے ہوئے حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں:

اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔

(کنز الایمان)

ناصبی بریلوی بتائیں کہ: "اسی نبی کے وسیلہ سے" کس لفظ کا ترجمہ ہے؟

فاضلِ بریلی وسیلہ کے قائل تھے۔ سو اس آیۂ مقدسہ کے ترجمہ کو اپنے مزاج کے مطابق ڈھالنے کی خاطر انھوں نے ترجمہ میں ایک دو نہیں، پورے پانچ کلمات کا اضافہ اپنی جیب سے کر دیا۔ [1]اسی [2]نبی [3]کے [4]وسیلہ [5]سے۔

اگر مراد واضح کرنا مقصود تھا تو کوئی بریکٹ وریکٹ کا اضافہ کر دیتے تاکہ سادہ لوح اردو خوان ترجمہ پڑھ کر دھوکے میں مبتلا نہ ہوتے۔ یا کم از کم اپنی اس تصنیف کا نام "ترجمۂ قرآن" نہ رکھتے۔ جب تصنیف کا نام "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" رکھا تو پھر ترجمہ کرتے۔

ایک جانب اپنی اس تصنیف کا نام "ترجمۂ قرآن" اور دوسری جانب ایک ایک جملے کے ترجمہ میں پانچ پانچ الفاظ کا اپنے گھر سے اضافہ۔۔۔!!! — موجودہ بریلوی مزاج کے مطابق — یہ تو سراسر تحریف بلکہ بدترین تحریف ہے۔

جب یہ تحریف ہے تو پھر فاضلِ بریلی محرفِ قرآن ٹھہرے۔ اور محرفِ قرآن فلاں فلاں۔۔۔ سارے فتوے مولانا احمد رضا خان صاحب پر۔۔۔!!!

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

تحریفاتِ رضویہ کی تیسری مثال

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

وَانْظُرْ إِلَى حِمَارِكَ

(سورہ بقرہ آیت ۲۵۹)

فاضلِ بریلی اس کا ترجمہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

اور اپنے گدھے کو دیکھ کہ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں۔

گزشتہ آیہ مبارکہ کا ترجمہ کرتے ہوئے فاضلِ بریلی نے پانچ کلمات کا اضافہ اپنے پاس سے کیا تھا۔ لیکن اس آیہ مقدسہ کے ترجمہ میں تو کمال کر کے رکھ دیا۔ آٹھ کلمات اپنے پاس سے قرآنِ عظیم کے ترجمہ میں ڈال دیئے۔

جی ہاں!

بریلوی حضرات بغور ملاحظہ فرمائیں اور بتائیں کہ:

[۱]کہ [۲]جس [۳]کی [۴]ہڈیاں [۵]تک [۶]سلامت [۷]نہ [۸]رہیں۔

آیہ مقدسہ کے کس کلمہ یا جملہ کا ترجمہ ہے؟

بریلوی حضرات کئی دہائیوں سے فاضلِ بریلی مولانا احمد رضا خان صاحب کی ان "تحریفات" کو "محاسنِ کنز الایمان" گنواتے آئے ہیں۔ انہی "تحریفاتِ رضویہ" کے دفاع کی خاطر "کنز الایمان کانفرنسیں" کرواتے رہے ہیں۔ ہم نے بھی ترجمہ کنز الایمان کی تعریف کی، کرتے ہیں اور ان شاء اللہ سبحانہ وتعالی کرتے رہیں گے۔ لیکن یہ گفتگو موجودہ بریلوی مزاج کے پیشِ نظر کرنا ضروری محسوس ہوا تو ہم ان کنویں کے مینڈکوں کو گھر کی گواہی دکھا رہے ہیں کہ:

جنہیں تم اپنا امام مانتے ہو۔ جن کا نام بیچنے کے سوا تمہارے پاس ہے کچھ نہیں۔ اپنے ان امام صاحب کو دیکھو۔ قرآنِ عظیم کی آیہ مقدسہ کا ترجمہ کرتے ہوئے ایک دو نہیں، پورے آٹھ کلمات اپنے گھر سے نکال کر بڑھا دیئے ہیں۔

ناصبی بریلویو!

اگر تمہارے اندر شرم نام کی کوئی چیز ہے تو لگاؤ فتوی فاضلِ بریلی رحمہ اللہ تعالی پر۔۔۔!!!

فاضلِ بریلوی کو محرفِ قرآن ٹھہرا کر ویسے ہی کافر و مرتد قرار دو جیسے تم رسول اللہ ﷺ کے بیٹوں کے بارے میں بھونکتے ہو۔۔۔!!!

لیکن ہمیں معلوم ہے کہ تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔ کیونکہ تم وہ بد نصیب قوم ہو جنہیں آج تک یزید لعین کا کفر نظر نہیں آسکا مگر رسول اللہ ﷺ کا ہر چوتھا بیٹا تمہاری نظر میں کافر قرار پاتا ہے۔

لعنۃ اللہ علیکم دشمنانِ اہلِ بیت!!!

اور ویسے بھی تم قرآنی دین کی ترویج واشاعت تھوڑا ہی کرتے ہو۔ تم تو اس دین کی ترویج واشاعت کر رہے ہو جس کا ٹھیکہ تمہارے باپ دادا نے لے کر تمہیں اپنا جانشین بنا رکھا ہے۔ اور تمہارے دین کے مطابق: ہر وہ بات درست ہے جو تم بکو اور ہر وہ بات غلط ہے جو رسول اللہ ﷺ کے بیٹے فرمائیں۔۔۔!!!

تحریفاتِ رضویہ کی چوتھی مثال

اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشادِ گرامی ہے:

فَإِنۡ يَشَإِ اللَّهُ يَخۡتِمۡ عَلَىٰ قَلۡبِكَ

(سورہ شوری آیت ۲۴)

فاضلِ بریلی اس آیہ مقدسہ کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اور اللہ چاہے تو تمہارے اوپر اپنی رحمت و حفاظت کی مہر فرمادے۔

فاضلِ بریلی نے اس آیہ مقدسہ کا ترجمہ کرتے ہوئے ایک جانب تو "عَلٰی قَلۡبِكَ" کے معنٰی "آپ کے دل کے اوپر" کرنے کے بجائے "تمہارے اوپر" کیے۔ اور دوسری جانب ترجمہ میں اپنی طرف سے "اپنی رحمت وحفاظت کی" کا اضافہ کر ڈالا ہے۔ معمولی سے عربی جاننے والا بھی قرآنِ عظیم کی اس آیہ مقدسہ کی تلاوت کر کے اس ترجمہ کو دیکھ لے تو۔۔اگر وہ تازہ بریلوی مزاج سے واقف ہوگا تو۔۔ یقین سے کہہ سکتا ہے کہ: آیہ مقدسہ میں کوئی ایسا کلمہ شریفہ نہیں جس کے معنٰی "اپنی رحمت وحفاظت کی" بنتے ہوں۔۔ محرف بریلویت کے مطابق۔۔یہ فاضلِ بریلی کی "تحریف" ہے۔لہذا فاضلِ بریلی محرفِ قرآن۔۔ ان کی تمام تر تعلیمات نالائقِ اعتماد۔ یہ ساری باتیں جان کر بھی ان کی پیروی کرنے والوں پر بھی وہی فتوی ہے جو محرفِ قرآن اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان صاحب پر بنتا ہے۔۔۔۔!!!

تحریفاتِ رضویہ کی پانچویں مثال

اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشادِ گرامی ہے:

هَلۡ يَنۡظُرُونَ إِلَّآ أَنۡ تَأۡتِيَهُمُ الۡمَلَآئِكَةُ أَوۡ يَأۡتِيَ رَبُّكَ

(سورۂ انعام ۱۵۸)

فاضلِ بریلی اس کا ترجمہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

کاہے کے انتظار میں ہیں مگر یہ کہ آئیں ان کے پاس فرشتے یا تمہارے رب کا عذاب۔ (کنزالایمان)

بریلی کے کسی بے آب کنویں کے مینڈک بتائیں کہ: اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا: رَبُّكَ

اور فاضلِ بریلی نے اس کا ترجمہ کیا: تمہارے رب کا عذاب۔

ناصبی بریلویو!

کیا یہ تحریف نہیں؟

جو شخص "رب" کا ترجمہ "رب کا عذاب" کرے۔ کیا اس نے قرآنِ عظیم میں تحریف نہیں کی؟ کیا وہ اللہ سبحانہ وتعالی کی گستاخی کا مرتکب نہیں ہوا؟ کیا "رب" کا ترجمہ "رب کا عذاب" کرنا شانِ خداوندی میں کھلی گستاخی نہیں؟

اگر کوئی مسئلہ سمجھانا تھا تو بریکٹ دی جا سکتی تھی۔ فضولیات میں تو سینکڑوں صفحات کالے کر دیئے جاتے ہیں۔ شانِ خداوندی کے لیے قوسین لگانے کی توفیق نہ مل سکی اور "رب" کا ترجمہ "رب کا عذاب" کر دیا۔۔۔!!!

ناصبی بریلویو!

تمہاری مثال اس بھینس جیسی ہے جو سفید گائے کو دم کالی ہونے کا طعنہ دیتی ہے۔ تمہیں خبر ہی نہیں کہ تمہارے صندو قچے میں کیا کچھ بھرا پڑا ہے۔ تمہارا کام یہی رہ گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹوں کا ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کی تضحیک وتوہین میں اپنی توانائیاں صرف کرو۔

جو بریلویت ایک عرصے تک ادب کا استعارہ رہی۔ اب وہی بریلویت گستاخی اور سادات دشمنی کا عنوان قرار پاچکی ہے۔۔۔!!!

تحریفاتِ رضویہ کی چھٹی مثال

اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشادِ گرامی ہے:

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَى

(سورہ نجم آیت ۰۱)

فاضلِ بریلی نے اس کا ترجمہ کچھ یوں کیا:

اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔

فاضلِ بریلی نے اس آیہ مقدسہ کے ترجمہ میں بھی کئی الفاظ اپنے پاس سے قرآنی آیہ مقدسہ کے ترجمہ میں ملادیئے ہیں۔

کیا کوئی بریلوی بتاسکتاہے کہ "پیارا" کس لفظ کاترجمہ ہے؟

"محمد" (صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم) کس لفظ کاترجمہ ہے؟

"معراج سے" کس لفظ کی ترجمانی کی جارہی ہے؟

میں جانتا ہوں کہ ناصبی بریلوی کونسے بہانے بنائیں گے۔ کیونکہ ان حضرات کی نظروں میں سچائی کے لیے دلائل کی نہیں بلکہ بدمعاشی اور دھونس کی ضرورت ہے اور بدمعاشی اور دھونس میں یہ لوگ اپنی نظیر نہیں رکھتے۔

تحریفاتِ رضویہ کی ساتویں مثال

اللہ سبحانہ تعالی کاارشادِ گرامی ہے:

خَلَقَ الْإِنْسَانَ

(سورہ رحمن آیت ۰۳)

فاضلِ بریلی اس کاترجمہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

انسانیت کی جان محمد کوپیدا کیا۔(کنزالایمان)

اگر جملہ بول کر سامعین کی زبانوں سے سبحان اللہ کی گونج سننی ہو تو یہ الفاظ بہت ہی مناسب ہیں۔ لیکن اگر کلماتِ قرآنیہ کا ترجمہ کرنا ہو تو پھر تازہ بریلوی مزاج کے مطابق یہ قرآنِ عظیم میں تحریفِ شدید ہے۔ کیونکہ "انسان" کے معنی اردو میں بھی انسان ہی بنتے ہیں۔ ہزاروں لغات کی چھان پھٹک کے باوجود کسی لغت میں "انسان" کا ترجمہ "انسانیت کی جان محمد" کبھی نہیں ملے گا۔ یہ ترجمہ اگر آپ کو مل سکتا ہے تو صرف اور صرف ترجمہ کنزالایمان کی سطور میں۔

اب بریلوی بتائیں کہ: "انسان" کا ترجمہ "انسانیت کی جان محمد" کس قانون اور ضابطے کے مطابق کیا گیا؟ کیا آپ کو مالکِ ارض وسماء کی جانب سے کوئی سند ملی ہوئی ہے کہ آپ ترجمۂ قرآن میں جہاں چاہیں، جب چاہیں، جو چاہیں، اضافہ کر دیں اور پھر اپنی بد معاشی سے اسے "محاسن" بھی قرار دے ڈالیں۔ لیکن جب کوئی دوسرا عالم، بزرگ، نواسۂ رسول ﷺ ترجمہ کے دوران نہیں، محض بابِ اشارہ میں گفتگو کرتے ہوئے اس قسم کی کوئی بات کر دے تو وہ محرفِ قرآن بھی بن جائے اور تمہارے مچھندر اُن کے خلاف بے ہودگی کا بازار بھی گرم کر دیں۔

تحریفاتِ رضویہ کی آٹھویں مثال

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

عَلَّمَهُ الْبَيَانَ

(سورہ رحمن ۰۴)

فاضلِ بریلی نے اس کا ترجمہ یوں کیا:

ماکان ومایکون کا بیان انہیں سکھایا۔ (کنز الایمان)

بریلویوں سے سوال ہے کہ:

کونسی لغت نے "البیان" کا ترجمہ "ماکان ومایکون کا بیان" کیا ہے؟

آج تک مفردات وغریب القرآن پہ ان گنت کتابیں لکھی گئیں۔ عربی الفاظ کے معانی کی نشاندہی کی خاطر ائمۂ لغت نے سینکڑوں مجلدات لکھ ڈالیں۔ لیکن کیا دنیا کی کسی ایک بھی لغت میں "البیان" کا ترجمہ "ماکان ومایکون کا بیان" ملتا ہے؟

اگر ملتا ہے تو بریلویوں پر یہ ادھار ہے۔ اور اس کو چکانے کے لیے صبحِ قیامت تک کا وقت بریلویوں کو دیا جاتا ہے۔۔۔!!!

نیز اگر "البیان" کا ترجمہ "ماکان ومایکون کا بیان" بنتا ہے تو پھر جن حضرات نے پچھلی آیت میں "الانسان" کا سادہ سا ترجمہ "انسان" کیا ہے۔ کیا اس عام انسان کو بھی "ماکان ومایکون کا بیان" سکھایا گیا؟

نیز جب "البیان" کا ترجمہ "ماکان ومایکون کا بیان" ہوا تو جنابِ رسالتِ مآب ﷺ کے لیے "علمِ ماکان ومایکون" کا ثبوت بنصِ قرآنی ثابت ہوا۔ پھر اس میں اختلاف کیوں؟

جب "البیان" کا ترجمہ "ماکان ومایکون کا بیان" ہے تو جو لوگ حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس کے لیے "ماکان ومایکون" کا علم نہیں مانتے ان پر نصِ قرآنی کے انکار کا حکم کیوں نہیں لگایا جاتا؟ انہیں صاف صاف کافر و مرتد کیوں نہیں کہا جاتا؟

اور کہاں گئے "شرح مائۃِ عامل" کا پرچہ گھیسیاں کر پاس کرنے والے۔۔۔؟؟؟

کیا وہ بتانا پسند کریں گے کہ "ماکان ومایکون کا بیان" کونسی ترکیب کا ترجمہ ہے؟ اور قرآنِ عظیم کے کلمہ شریفہ "البیان" میں اس ترکیب کی گنجائش کیسے نکلتی ہے؟

جار مجرور اور صفت موصوف کی ترکیبیں پڑھنے کے بعد اپنے آپ کو محقق سمجھنے والے کہتے ہیں:

"مکانا علیا" تو ترکیب توصیفی ہے۔ اور قبلہ شاہ جی نے جو ترجمہ کیا ہے وہ ترکیبِ توصیفی والا نہیں۔

ترجمہ کنز الایمان کے معاملے میں وہ "محققین" قبروں میں کیوں اتر جاتے ہیں؟ "البیان" تو محض ایک اسم معرف باللام ہے۔ اس میں نہ ترکیب توصیفی نہ اضافی۔ لیکن فاضلِ بریلی نے اپنی مرضی سے ترکیبِ اضافی کا ترجمہ کر دیا اور "ماکان ومایکون" محض اپنی فکر کے خزانہ سے نکال کر قرآنِ پاک کے ترجمہ میں ڈال دیا۔

کیا یہ تحریف نہیں؟ اگر تحریف ہے تو پھر فاضلِ بریلی پہ کونسا فتوی بنے گا؟

اور اگر یہ تحریف نہیں تو بات واضح ہے کہ تم لوگوں نے دینداری نہیں بدمعاشی مچار کھی ہے۔ تم جسے چاہو درست کہو اور جسے چاہو غلط قرار دو۔

تحریفاتِ رضویہ کی نویں مثال

اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشادِ گرامی ہے: وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ

(سورہ مؤمن آیت ۵۵)

فاضلِ بریلی نے اس کا ترجمہ کیا:

اور اپنوں کے گناہوں کی معافی چاہو۔ (کنز الایمان)

معمولی عربی دان بھی جانتا ہے کہ "ك" کا ترجمہ "اپنے "تو ہو سکتا ہے لیکن "ك" کا ترجمہ "اپنوں کے " نہیں بنتا۔

اللہ سبحانہ وتعالی فاضلِ بریلی کی قبر پر رحمتیں نازل فرمائے۔ ہم جانتے ہیں کہ انہوں نے یہ معنی کس حساسیت کے پیشِ نظر کیے۔ لیکن ہم یہاں محرف بریلویت کے پیروکاروں کو دکھانا چاہ رہے ہیں کہ:

اولادِ رسول ﷺ پہ بھونکنے والو!

اپنی رگوں میں دوڑتے یزیدی خون کی نجاست سے مجبور ہو کر سیدوں پہ فتوے لگانے والو!

اگر تمہارے فتوے درست ہیں تو اس سے زیادہ سخت فتوے ان بزرگوں پہ لگتے ہیں جن کے نام کا تم چورن بیچ کر کھاتے ہو۔

جن باتوں کو تم نے تحریف کہنا شروع کر دیا ہے اور جس تنگ نظری کے گھٹا ٹوپ کنویں میں تم جا گرے ہو۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر تمہارے سارے بزرگ

محرفینِ قرآن اور فاضلِ بریلوی تو "**شَاہِ مُحَرِّفاں**" کہلانے کے مستحق قرار پائیں گے۔۔۔!!!

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر

اپنا بے گانہ ذرا پہچان کر۔۔۔!!

تحریفاتِ رضویہ کی دسویں مثال

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمانِ گرامی ہے:

لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ

(سورۃ الفتح آیت ۰۲)

فاضلِ بریلوی نے اس کا ترجمہ کیا:

تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔(کنزالایمان)

ہم خوب جانتے ہیں کہ حضرت فاضلِ بریلوی نے کس حساسیت کے پیشِ نظر یہ ترجمہ کیا۔ لیکن چونکہ بریلویوں پہ جنون سوار ہے کہ وہ دورِ حاضر کے یزید

ہونے کاستارۂِ امتیاز اپنے گلے میں ڈلوائیں۔ لہذا ان کی بکواسات اولادِ رسول ﷺ ہی کے خلاف گونجتی نظر آتی ہیں۔

بریلویوں کے اپنے بنائے ہوئے مزاج کے مطابق ان سے سوال ہے کہ:

آیہ مقدسہ میں "تمہارے اگلوں" اور "تمہارے پچھلوں" کس لفظ کے معنی ہیں؟

کیا "ما تقدم" کے معنی "تمہارے اگلوں" اور "ما تاخر" کا ترجمہ "تمہارے پچھلوں" کرنا تحریف نہیں؟

ناصبی بریلوی اگر اسے تحریف مانتے ہیں تو بتائیں کہ پچھلی ایک صدی سے اس کو محاسنِ کنزالایمان گننے والوں اور خود فاضلِ بریلی پہ کیا فتوی ہو گا؟ کیا یہ تحریف کرنے والے اور اس تحریف کو محاسن سے گننے والے کافر و مرتد نہیں ہوئے؟

اور اگر یہ تحریف نہیں اور یقیناً بریلوی اس کو تحریف نہیں مانیں گے۔ کیونکہ ان بیچاروں کے پاس اس کے سوا کچھ ہے ہی نہیں۔ اگر فاضلِ بریلی کو محرفِ قرآن ٹھہرا دیں تو ان کا پورا مذہب دھڑام سے نیچے آگرے گا۔

لیکن یہ سوال ضرور بنتا ہے کہ: کیا تم لوگ دربارِ خداوندی سے اجازت

نامہ حاصل کیے بیٹھے ہو کہ ترجمۂ قرآن کے نام پہ تم جو چاہے لکھو، بولو، چھاپو، پھیلاؤ۔ تمہیں کوئی پوچھ نہیں سکتا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے نواسوں کو زبان کھولنے کی بھی اجازت نہیں۔ ساداتِ کرام پہ لازم ہے کہ تمہاری جہالتوں کے حصار سے باہر کا کوئی ایک جملہ بھی نہ بولیں، ورنہ تم بپھر کر یزیدیت و مروانیت کی آخری حدوں کو چھونے لگ جاؤ گے۔

تحریفاتِ رضویہ کی گیارہویں مثال

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

(سورہ محمد آیت ۱۹)

فاضلِ بریلی نے اس کا ترجمہ کیا:

اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔ (کنز الایمان)

کیا کوئی بریلوی بتا سکتا ہے کہ:

"اپنے خاصوں" اور "عام" کس کلمۂ قرآنیہ کا ترجمہ ہے؟

کیابریلوی مزاج کے مطابق یہ تحریف نہیں؟یا جو ترجمہ تم کرو وہ جائز اور جو ترجمہ کوئی دوسرا کرے وہ ناجائز ہوتا ہے؟؟؟

تحریفاتِ رضویہ کی بارہویں مثال

فرمانِ باری تعالی ہے:

أَأَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ

(سورہ ملک آیت ۱۶)

فاضلِ بریلی اس کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کیا تم اس سے نڈر ہو گئے ہو جس کی سلطنت آسمان میں ہے۔(کنز الایمان)

عربی کے بارے میں تھوڑی بہت معلومات رکھنے والا بھی جانتا ہے کہ آیہ مقدسہ میں کوئی ایسا کلمہ شریفہ نہیں جس کے معنی "سلطنت" بنتے ہوں۔ آیت کے ترجمہ کے اندر "سلطنت" کا اضافہ فاضلِ بریلی نے اپنے پاس سے کیا ہے۔

تو کیا بریلوی حضرات اس کو بھی تحریف کہیں گے ؟

اگر یہ تحریف نہیں تو کیوں؟

جو جو بہانے کیے جانے والے ہیں ان سب کی ہمیں پہلے خبر ہے۔ لیکن کاش

ناصبی بریلویوں میں کوئی ماں کا ایسا بیٹا ہوتا جس کے ساتھ بیٹھ کر اصولی طور پر دو دو باتیں ہو سکتیں۔ لیکن اگر ایسا ہوتا تو بریلویت کبھی ناصبیت کی دلدل میں نہ ڈوبتی۔ ان بیچاروں نے جس شو پیس کو امیر اہلِسنت بنا رکھا ہے، وہ بیچارہ تو غریبِ اہلِسنت کہلانے کا بھی حقدار نہیں۔ پھر ایسے جاہل کے پیروکار جہالت کے گڑھے میں نہیں گریں گے تو کہاں جائیں گے ؟؟؟

بہر حال!

یہ تحریفاتِ رضویہ کی ایک درجن مثالیں ہیں جن کے بارے میں ہم نے مختصراً واضح کیا کہ جدید بریلوی مزاج کے مطابق یہ تحریفات ہیں۔ لہذا جدید بریلوی فتوے کے مطابق:

فاضلِ بریلی محرفِ قرآن ہیں۔ ۔۔!!!

اور محرفِ قرآن پہ کافر و مرتد کا فتوی بھی ناصبی بریلوی بڑے کھلے دل سے لگا چکے ہیں۔

ہم قارئین کو ایک بار پھر یاد دلانا چاہیں گے کہ:

ان چند سطروں میں تمام تحریفاتِ رضویہ کو جمع نہیں کیا گیا۔ یہ تو تحریفاتِ

رضویہ کے گودام سے نکالی ہوئی صرف ایک درجن مثالیں ہیں۔ ورنہ ناصبی بریلویوں نے جو مزاج اپنالیا ہے اور جس انداز میں رسول اللہ ﷺ کے بیٹوں کو محرفِ قرآن بکنا شروع کر دیا ہے، اس مزاج کے مطابق فاضلِ بریلی مولانا احمد رضا خان ہر دوسری آیت کے ترجمے میں محرفِ قرآن اور پھر اپنے ہی پیروکاروں کے فتوے سے کافر ومرتد بھی قرار پائیں گے۔ اور پھر بات فاضلِ بریلی تک نہیں رہے گی، بات پیروکاروں تک بھی پہنچے گی اور اکثر بریلوی اسی فتوے کی زد میں آئیں گے۔

فاضلِ بریلی کی تحریفِ لفظی

قارئینِ کرام!

حضرت فاضلِ بریلی نے صرف قرآنِ عظیم کی تحریفِ معنوی کا ارتکاب نہیں کیا۔ بلکہ آپ نے --تازہ بریلوی مزاج کے تناظر میں-- قرآنِ پاک میں تحریفِ لفظی کا ارتکاب بھی جی بھر کے کیا ہے۔

جی ہاں!

ملفوظاتِ اعلیحضرت کے پرانے نسخوں میں اس کی ان گنت مثالیں مل سکتی ہیں لیکن ہم یہاں صرف دو مثالوں پہ اکتفا کریں گے۔

پہلی مثال:

ملفوظاتِ اعلیحضرت کے تیسرے حصے میں فاضلِ بریلی نے سورہ یونس کی آیت ۹۰ کو یوں بیان کیا:

آمَنْتُ بِالَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ

(رضوی کتاب گھر دہلی ص ۲۹۱، مکتبہ قادریہ سدھارتھ نگر یوپی ۳/۴۶، اعلیحضرت ڈاٹ نیٹ ص ۲۱۱، بک کارنر پرنٹرز جہلم ص ۲۶۸)

ملفوظات کے ان چار نسخوں کے اسکین اگلے صفحات پہ موجود ہیں۔ ان سب میں قرآنِ پاک کی اس آیہ مقدسہ کو یوں ہی بیان کیا گیا۔

حالانکہ درست آیت یوں ہے:

آمَنتُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ

(سورہ یونس آیت ۹۰)

جدید بریلوی مزاج کے مطابق مولانا احمد رضا خان صاحب قرآنِ پاک کی تحریفِ لفظی کے مرتکب ہوئے۔ اور قرآنِ پاک کی تحریفِ لفظی کفر ہے۔ سو مولانا احمد رضا خان صاحب قرآنِ پاک کی تحریفِ لفظی کے سبب کافر و مرتد ہو گئے۔!!!

ناصبی بریلویو!

اگر تمہیں فاضلِ بریلی کے لیے یہ جملے پسند نہیں تو جان لو کہ مصطفیٰ کریم ﷺ کی اولاد کے لیے ہمیں بھی تمہاری بکواس پسند نہیں۔۔۔!!!

ہم اپنے دلوں میں فاضلِ بریلی کے لیے عزت و احترام کا جذبہ رکھتے ہیں۔ لیکن اگر رسول اللہ ﷺ کی اولادِ پاک کی عزت نہ کی جائے گی تو کسی کا مقتدا و پیشوا ہماری نگاہوں میں اولادِ رسول ﷺ سے زیادہ عزت کا مستحق نہیں۔۔۔!!!

الملفوظ کامل
اعلیٰ حضرت عظیم امام احمد رضا خان فاضل بریلوی
شائع کردہ
رضوی کتاب گھر (رجسٹرڈ)
Razavi Kitab Ghar

اب پہلے جو ہیں وہ کفر پر مرتے ہیں اسی طرح جو بعد میں ہوں گے وہ بھی کفر پر مریں گے ہاں آپ کے زمانہ میں جو کتابی ہوں گے ان میں سے وہ جو تلوار سے بچ رہے ہوں گے کوئی ایسا نہ ہوگا جو آپ پر ایمان نہ لائے اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ موتہٖ کی ضمیر کتابی کی طرف پھرتی ہے اب یہ آیت عام ہوگی کوئی کتابی نہیں مرتا مگر مرتے وقت جب اس کو عذاب دکھایا جاتا ہے پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں تو کہتا ہے کہ میں ایمان لایا اس عیسٰی پر جس نے بشارت دی تھی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لیکن یہ ایسے وقت کا ایمان ہوگا جب کہ نفع [illegible] وقت کا ایمان مفید نہیں۔ جب فرعون ڈوبنے لگا بولا اٰمنت بالذی اٰمنت بہ بنو اسرائیل میں ایمان لایا اس پر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے فرمایا گیا اٰلئن وقد عصیت من قبل اب ایمان لاتا ہے اور اس کے پہلے [illegible]

عرض: حضور قرآن شریف میں آیا ہے۔ ولیست التوبۃ للذین یعملون السیأت۔ حتی اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الئن (سائل کی یہ عرض ختم نہ ہوئی تھی ختم ہونے سے پہلے ہی ارشاد فرمایا) ولا الذین یموتون وھم کفار۔ (پھر فرمایا) مسلمان کی توبہ یاس کے مقبول ہونے میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ مقبول ہے اور کفار کی توبہ یاس یقیناً مردود، و نامقبول ہے۔

عرض: ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین ٥۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بنی آدم میں سے کوئی شخص زمین کے سوا کہیں نہ جائے گا اور یہ خطاب تمام بنی آدم کو عام ہے تو چاہیے کہ عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام بھی آسمان پر تشریف فرما نہ ہوں۔

ارشاد: بے شک یہ عام ہے اور اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ ہر شخص کو زمین پر قرار ہے عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام کو بھی قرار زمین ہی پر ہے زمین سے کوئی جدا نہ ہوگا اور اگر یہ معنی لیے جائیں کہ زمین سے کوئی کسی وقت جدا نہ ہوگا تو معراج جسدی سے بھی انکار کرنا پڑے گا اور چاہیے کہ سمندر (یوہیں ہوائی جہاز پر اڑنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تخت کا ہوا پر جانا بعض اولیائے کرام کا اپنی کرامت سے ہوا پر چلنا۔ مؤلف غفرلہ) پر چلنا محال ہو کہ اس

الملفوظ مکمل
رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضور اعلیحضرت امام احمد رضا خان
ناشر
مکتبہ قادریہ
اٹوا بازار، سدھارتھ نگر (یوپی)
ول ایجنٹ : ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل دہلی ۶

ایسا نہ ہوگا جو آپ پر ایمان نہ لائے۔ اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ مَوْتِهٖ کی ضمیر کتابی کی طرف پھرتی ہے، اب یہ آیت عام ہوگی، کوئی کتابی نہیں مرتا مگر مرتے وقت جب اس کو عذاب دکھایا جاتا ہے پردے اٹھا دیے جاتے ہیں تو کہتا ہے کہ میں ایمان لایا اس عیسٰی پر جس نے بشارت دی تھی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لیکن یہ ایسے وقت کا ایمان ہوگا جبکہ نفع نہ دیگا ایمان یاس بیکار ہے جب نار سامنے ... ایمان مفید نہیں۔ جب فرعون ڈوبنے لگا ... "اٰمَنْتُ بِالَّذِیْ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ" ... ایمان لایا اس پر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے فرمایا گیا "آلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ مِنْ قَبْلُ" اب ایمان لاتا ہے اور اسکے پہلے نافرمان تھا۔

عرض:۔ حضور قرآن میں آیا ہے "وَلَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰٓی اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْئٰنَ" (سائل کی یہ عرض ختم نہ ہوئی تھی ختم ہونے سے پہلے ہی ارشاد فرمایا) "وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ" (پھر فرمایا) مسلمان کی توبہ یاس کے مقبول ہونے میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ مقبول ہے اور کفار کی توبہ یاس یقیناً مردود نامقبول ہے۔

عرض:۔ "وَلَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ" اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بنی آدم میں سے کوئی شخص زمین کے سوا کہیں نہ جائے گا اور یہ خطاب تمام بنی آدم کو عام ہے تو چاہیے کہ عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام بھی آسمان پر تشریف فرما نہ ہوں۔

ارشاد:۔ بیشک یہ عام ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص کو زمین پر قرار ہے عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام کو بھی قرار زمین ہی پر ہے زمین سے کوئی جدا نہ ہوگا اور اگر یہ معنی لیے جائیں کہ زمین سے کوئی کسی وقت جدا نہ ہوگا تو معراج جسدی سے بھی انکار کرنا پڑے گا اور چاہیے کہ سمندر(۱) پر چلنا محال ہو کہ اس وقت بھی زمین پر قرار نہیں ہوتا لیکن ہر شخص جانتا

(۱) یوہیں ہوائی جہاز پر اڑنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تخت کا ہوا پر جانا بعض اولیائے کرام کا اپنی کرامت سے ہوا پر چلنا۔ مؤلف غفرلہ)

www.alahazrat.net
ملفوظاتِ اعلیحضرت
مرتبہ:
مفتیءِ اعظم ہند
رحمۃ اللہ علیہ
مولانا مصطفٰے رضا خان قادری

اس کو عذاب دکھایا جاتا ہے، پردے اٹھادیئے جاتے ہیں تو کہتا ہے کہ میں ایمان لایا اس عیسیٰ پر جس نے بشارت دی تھی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ لیکن ہم ایسے وقت کا ایمان ہوگا جب کہ نفع [illegible] منے ملائکہ عذاب سامنے اس وقت کا ایمان مفید نہیں۔ جب فرعون ڈوبنے لگا بو[illegible] اٰمَنْتُ بِالَّذِیْ اٰمَنَتْ بِہٖ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ [illegible] ایمان لایا اس پر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے۔ فرمایا گیا اٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ [illegible])

عرض حضور قرآن شریف میں آیا ہے: وَلَیْسَتِ التَّوْبَۃُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰی اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْئٰنَ

(سائل کی یہ عرض ختم نہ ہوئی تھی) ختم ہونے سے پہلے ہی ارشاد فرمایا: وَلَاالَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَ ھُمْ کُفَّار (پھر فرمایا) مسلمان کی توبۂ یاس کے مقبول ہونے میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ مقبول ہے اور کفار کی توبہ یاس یقیناً مردود نامقبول ہے۔

عرض وَلَکُمْ فِیْ الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌ وَّ مَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ ۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بنی آدم میں سے کوئی شخص زمین کے سوا کہیں نہ جائے گا اور یہ خطاب تمام بنی آدم کو عام ہے تو چاہیئے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی آسمان پر تشریف فرما نہ ہوں۔

ارشاد بے شک یہ عام ہے اور اس کے معنی یہ ہے کہ ہر شخص کو زمین پر قرار ہے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی قرار زمین ہی پر ہے۔ زمیں سے کوئی جدا نہ ہوگا اور اگر یہ معنی لئے جائیں کہ زمین سے کوئی کسی وقت جدا نہ ہوگا تو معراج جسدی سے بھی انکار کرنا پڑیگا اور چاہیئے کہ سمندر پر چلنا محال ہو کہ اس وقت بھی زمین پر قرار نہیں ہوتا لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ سمندر تھوڑی دیر کے واسطے چلا جانا زمین پر قرار ہونے کے منافی نہیں۔

عرض لیکن عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو کتنی صدیوں سے آسمان پر تشریف فرما ہیں ان کا مستقر تو آسمانوں پر ہوگیا۔

ارشاد وہ ایسے عالم میں ہیں جہاں ہزار برس کا ایک دن ہے: وَ اِنَّ یَوْماً عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ؕ تو شاید ایک دن گزرا ہوگا دوسرے دن کے کچھ حصہ میں اُتر آئیں گے۔

عرض ایک مناجات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے اس میں یہ الفاظ ہیں: ابن موسیٰ این عیسیٰ این یحیٰ این نوح۔

ارشاد یہ نسبت جھوٹ ہے اور اس کا ورد بھی اچھا نہیں کوئی شخص صدیق تخلص رکھتا ہوگا جس کو عربی عبارت بھی لکھنا نہ آتی تھی۔

کنز الایمان ۔ فتاویٰ رضویہ ۔ احکام شریعت ۔ حدائق بخشش ۔ الامن والعلیٰ ۔
شمع شبستانِ رضا، جیسی شاہکار کتابوں کے مصنف
مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی شاہکار تصنیف

ملفوظات

مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

ناشران
بک کارنر پرنٹرز پبلشرز مین بازار جہلم
فون نمبر دوکان: 624306 فون نمبر رہائش: 614977
ای میل: Bookcornerjm@yahoo.co.in

اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ موتہ کی ضمیر کتابی کی طرف پھرتی ہے۔ اب یہ آیت عام ہوگی کوئی کتابی نہیں مرتا۔ مگر مرتے وقت جب اس کو عذاب دکھایا جاتا ہے، پردے اٹھادیئے جاتے ہیں تو کہتا ہے کہ میں ایمان لایا اس عیسیٰ پر جس نے بشارت دی تھی احمد ﷺ کی۔ لیکن ہم ایسے وقت کا ایمان ہوگا جب کہ نفع نہ دے گا۔ ایمان یاس بیکار ہے [illegible] وقت کا ایمان مفید نہیں۔ جب فرعون ڈوبنے لگا بولا۔ اٰمَنْتُ بِالَّذِیْ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْ اِسْرَاۗءِیْلَ ۔ میں ایمان لایا اس پر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے۔ فرمایا گیا آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ۔ اب ایمان لاتا ہے اور اس سے پہلے نافرمان تھا)

عرض: حضور قرآن شریف میں آیا ہے:

وَلَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَ هُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ۔

(سائل کی یہ عرض ختم نہ ہوئی تھی) ختم ہونے سے پہلے ہی ارشاد فرمایا: وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَ هُمْ كُفَّارٌ ۔ (پھر فرمایا) مسلمان کی توبۂ یاس کے مقبول ہونے میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ مقبول[2] ہے اور کفار کی توبہ یاس یقیناً مردود و نامقبول ہے۔

عرض: وَلَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بنی آدم میں سے کوئی شخص زمین کے سوا کہیں نہ جائے گا اور یہ خطاب تمام بنی آدم کو عام ہے تو چاہئے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی آسمان پر تشریف فرما نہ ہوں۔[3]

ارشاد: بے شک یہ عام ہے اور اس کے معنی یہ ہے کہ ہر شخص کو زمین پر قرار ہے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی قرار زمین ہی پر ہے۔ زمیں سے کوئی جدا نہ ہوگا اور اگر یہ معنی لئے جائیں کہ زمین سے کوئی کسی وقت جدا نہ ہوگا تو معراج جسدی سے بھی انکار کرنا پڑیگا اور چاہئے کہ سمندر[4] پر چلنا محال ہو کہ اس وقت بھی زمین پر قرار نہیں ہوتا لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ سمندر تھوڑی دیر کے واسطے چلا جانا زمین پر قرار ہونے کے منافی نہیں۔

---

[1] ایمان یاس کارآمد نہیں۔　[2] مسلمان کی توبۂ یاس کا قبول مختلف فیہ ہے صحیح یہی ہے کہ مقبول ہے۔

[3] اس شبہ کا جواب کہ آیۂ ولکم فی الارض مستقرٌ و متاع الی حین جب عام ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان پر کیونکر ہیں۔ [4] یونہی ہوائی جہاز پر اڑنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تخت کا ہوا پر جانا بعض اولیائے کرام کا اپنی کرامت سے ہوا پر چلنا۔ مؤلف غفرلہٗ

فاضلِ بریلی کی دوسری تحریفِ لفظی

فاضلِ بریلی نے قرآنِ پاک کی ایک ہی آیت میں دو بار تحریفِ لفظی کا ارتکاب کیا ہے۔ ایک تحریف تو بیان ہوئی۔ دوسری تحریف بھی اسی آیہ مقدسہ میں۔ آگے چل کر اس آیت کو یوں پڑھا:

آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ من قَبْلُ

رضوی کتاب گھر دہلی اور سدھارتھ نگر یو پی سے شائع ہونے والے ملفوظاتِ اعلیحضرت میں آیہ مقدسہ یوں ہی درج ہے۔

حالانکہ درست آیہ مقدسہ یوں ہے:

آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ

(سورہ یونس آیت ۹۱)

قارئینِ کرام!

ہم نے یہاں صرف دو مثالیں پیش کی ہیں ورنہ ملفوظاتِ اعلیحضرت کے پرانے نسخے دیکھے جائیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ فاضلِ بریلی جب قرآنی آیات کو زبانی پڑھتے تھے تو (بقولِ بریلویان) بارہا قرآنِ پاک کی تحریفِ لفظی کا ارتکاب کرتے۔

الملفوظ کامل
اعلیٰ حضرت عظیم امام احمد رضا خان فاضل بریلوی
رضوی کتاب گھر (رجسٹرڈ)
Click For More Books

اب پہلے جو ہیں وہ کفر پر مرتے ہیں اسی طرح جو بعد میں ہوں گے وہ بھی کفر پر مریں گے ہاں آپ کے زمانہ میں جو کتابی ہوں گے ان میں سے وہ جو تلوار سے بچ رہے ہوں گے کوئی ایسا نہ ہوگا جو آپ پر ایمان نہ لائے اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ موتہٖ کی ضمیر کتابی کی طرف پھرتی ہے اب یہ آیت عام ہوگی کوئی کتابی نہیں مرتا مگر مرتے وقت جب اس کو عذاب دکھایا جاتا ہے پردے اٹھادیئے جاتے ہیں تو کہتا ہے کہ میں ایمان لایا اس عیسیٰ پر جس نے بشارت دی تھی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لیکن یہ ایسے وقت کا ایمان ہوگا جب کہ نفع نہ دے گا ایمان یاس بے کار ہے جب نار سامنے ملائکہ عذاب سامنے اس وقت کا ایمان مفید نہیں۔ جب فرعون ڈوبنے لگا بولا اٰمنت بالذی اٰمنت به [illegible] لایا اس پر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے فرمایا گیا اٰلئن وقد عصیت من قبل [illegible] ایمان لاتا ہے اور اس کے پہلے نافرمان تھا۔

حضرت قر[illegible]ن شریف میں آیا ہے۔ ولیست التوبة للذین یعملون السیأت۔ حتی اذا حضر احدهم الموت قال انی تبت الئن (سائل کی یہ عرض ختم نہ ہوئی تھی ختم ہونے سے پہلے ہی ارشاد فرمایا) ولا الذین یموتون وهم کفار۔ (پھر فرمایا) مسلمان کی توبہ یاس کے مقبول ہونے میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ مقبول ہے اور کفار کی توبہ یاس یقیناً مردود، و نامقبول ہے۔

عرض: ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین ٥۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بنی آدم میں سے کوئی شخص زمین کے سوا کہیں نہ جائے گا اور یہ خطاب تمام بنی آدم کو عام ہے تو چاہیے کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام بھی آسمان پر تشریف فرمانہ ہوں۔

ارشاد: بے شک یہ عام ہے اور اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ ہر شخص کو زمین پر قرار ہے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو بھی قرار زمین ہی پر ہے زمین سے کوئی جدا نہ ہوگا اور اگر یہ معنی لیے جائیں کہ زمین سے کوئی کسی وقت جدا نہ ہوگا تو معراج جسدی سے بھی انکار کرنا پڑے گا اور چاہیے کہ سمندر (یوہیں ہوائی جہاز پر اڑنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تخت کا ہوا پر جانا بعض اولیائے کرام کا اپنی کرامت سے ہوا پر چلنا۔ مؤلف غفرلہ) پر چلنا محال ہو کہ اس

الملفوظ مکمل
رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضور اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان
ناشر
مکتبۂ قادریہ
اٹوا بازار، سدھارتھ نگر (یوپی)
ادبی دنیا ۵۱۰ مٹیا محل دہلی ۶

ایسا نہ ہوگا جو آپ پر ایمان نہ لائے۔ اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ مَوْتِہٖ کی ضمیر کتابی کی طرف پھرتی ہے، اب یہ آیت عام ہوگی، کوئی کتابی نہیں مرتا مگر مرتے وقت جب اس کو عذاب دکھایا جاتا ہے پردے اٹھا دیے جاتے ہیں تو کہتا ہے کہ میں ایمان لایا اس عیسٰی پر جس نے بشارت دی تھی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لیکن یہ ایسے وقت کا ایمان ہوگا جبکہ نفع نہ دیگا ایمان یاس بیکار ہے جب نار سامنے ملائکہ عذاب سامنے اس وقت کا ایمان مفید نہیں۔

جب فرعون ڈوبنے لگا بولا "اٰمَنْتُ بِالَّذِیْٓ [illegible]" میں ایمان لایا اس پر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے فرمایا "آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ مِنْ قَبْلُ" [illegible]ب ایمان لاتا ہے اور اسکے پہلے نافرمان تھا۔

عرض:۔ حضور قرآن میں آیا ہے "وَلَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰٓی اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْئٰنَ" (سائل کی یہ عرض ختم نہ ہوئی تھی ختم ہونے سے پہلے ہی ارشاد فرمایا) "وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ" (پھر فرمایا) مسلمان کی توبہ یاس کے مقبول ہونے میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ مقبول ہے اور کفار کی توبہ یاس یقیناً مردود و نامقبول ہے۔

عرض:۔ "وَلَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ" اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بنی آدم میں سے کوئی شخص زمین کے سوا کہیں نہ جائے گا اور یہ خطاب تمام بنی آدم کو عام ہے تو چاہیے کہ عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام بھی آسمان پر تشریف فرما نہ ہوں۔

ارشاد:۔ بیشک یہ عام ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص کو زمین پر قرار ہے عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام کو بھی قرار زمین ہی پر ہے زمین سے کوئی جدا نہ ہوگا اور اگر یہ معنی لیے جائیں کہ زمین سے کوئی کسی وقت جدا نہ ہوگا تو معراج جسدی سے بھی انکار کرنا پڑے گا اور چاہیے کہ سمندر(۱) پر چلنا محال ہو کہ اس وقت بھی زمین پر قرار نہیں ہوتا لیکن ہر شخص جانتا

(۱) یونہیں ہوائی جہاز پر اڑنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تخت کا ہوا پر جانا بعض اولیائے کرام کا اپنی کرامت سے ہوا پر چلنا۔ مؤلف غفرلہ)

حضرت فاضلِ بریلوی کی
انتہائی خطرناک تحریفِ قرآنی

ہم جانتے ہیں کہ بریلوی بہانے بازی کرتے ہوئے کبھی کاتب کو ذمہ دار بنائیں گے تو کبھی ملفوظات کے جامع کو موردِ الزام ٹھہرائیں گے۔ لیکن ایک جگہ ایسی بھی ہے جہاں فاضلِ بریلی نے اپنے ہاتھوں سے آیت لکھی اور اپنے ہاتھوں سے ترجمہ لکھا مگر قرآنِ پاک میں تحریفِ لفظی کر ڈالی۔

جی ہاں!

"لمعۃ الضحی" نامی رسالہ کو فاضلِ بریلی کے معرکۃ الآراء رسائل میں گنا جاتا ہے۔ اپنے اس رسالہ میں قرآنِ پاک کی آیہ مقدسہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ

(سورۃ النساء آیت ۱۵۹)

فاضلِ بریلی نے اس قرآنی آیت کو یوں بدلا:

قل أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ

یعنی "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا" کو "قل" سے بدل ڈالا۔

پھر بہت ممکن تھا کہ اس تحریف کو کاتب کے سر جڑ دیا جاتا۔ لیکن جب معنی کو دیکھا جائے تو بیچارے کاتب کی خاصی بچت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس کے معنی کرتے ہوئے اعلیحضرت نے فرمایا:

اے نبی! مومنین سے فرمادے کہ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اس کے رسول کی اور اپنے علماء کی۔

(لمعۃ الضحی ص ۱۲۳ اعلیحضرت نیٹ ورک)

لمعۃ الضحی کا پرانا نسخہ جو مطبع اہلسنت وجماعت بریلی سے شائع کیا گیا تھا۔ اس کے ص ۱۵ پہ یہ آیہ مقدسہ اور اس کا ترجمہ اسی انداز میں درج ہے۔

ترجمہ نے اس بات کو مزید پختہ کر دیا کہ آیہ مقدسہ میں تحریف کاتب کے ہاتھ سے نہیں ہوئی بلکہ مصنفِ کتاب کے ہاتھ سے ہوئی ہے۔ کیونکہ کاتب کی غلطی ہوتی تو یا آیہ مقدسہ میں ہوتی یا ترجمہ میں۔ آیہ مقدسہ میں تحریف کے بعد ترجمہ اسی تحریف کے مطابق کر دینا، کاتب کا نہیں بلکہ مصنف کا کام ہے اور مصنفِ کتاب فاضلِ بریلی مولانا احمد رضا خان صاحب ہیں۔۔۔!!!

للامام ابن امیر الحاج عن مبسوط الامام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ (فتاوی شامی میں اس کو شرح التحریر کے حوالے سے ذکر فرمایا جو امام ابن امیر الحاج کی تصنیف ہے انھوں نے مبسوط امام محمد سے نقل فرمایا (اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم فرمائے)۔ ت)

تنبیہ ہفتم آیاتِ قرآنیہ میں - حق فرمایا ہمارے رب جل وعلا نے:

فانھا لاتعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور[1] ہے یوں کہ آنکھیں نہیں اندھی ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

ان بے بصیرتوں کو اگر کبھی کھلی آنکھوں سے قرآن عظیم کی زیارت نصیب ہوتی تو جانتے کہ داڑھی بڑھانے کی طرف ارشاد اس میں ایک دو نہیں بلکہ بکثرت آیاتِ کریمہ میں موجود ہے اس میں دو طریق ہیں:

اوّل طریق عموم: یہ دو وجہ پر ہے:

وجہ اوّل کہ صحابہ کرام وائمہ اعلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم امثال مقام میں استعمال فرماتے رہے۔

آیت ۱: قال اللہ عزوجل:

ما اٰتکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا[2] جو کچھ یہ رسول کریم تمھیں دے اختیار کرو اور جس سے منع فرمائے باز رہو۔

آیت ۲: قال تعالیٰ:

قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم[3] اے نبی! مومنین سے فرمادے کہ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اس کے رسول کی اور اپنے علماء کی۔

آیت ۳: قال عزوجل:

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ[4] جو رسول کے فرمانے پر چلا اس نے اللہ کا حکم مانا۔

رب تبارک وتعالیٰ ان آیات اور ان کے امثال میں نبی کا حکم بعینہٖ اپنا حکم اور نبی کی اطاعت بعینہٖ اپنی اطاعت بتاتا ہے تو تمام احکام کہ احادیث میں ارشاد ہوئے سب قرآن عظیم سے ثابت ہیں جو اخلاقی حکم حدیث میں ہے کہ کتاب اللہ اُس سے ہرگز خالی نہیں اگرچہ بظاہر تصریح جزئیہ ہماری نظر میں نہ ہو۔

---

[1] القرآن الکریم ۲۲/۴۶
[2] القرآن الکریم ۵۹/۷
[3] القرآن الکریم ۴/۵۹
[4] القرآن الکریم ۴/۸۰

داڑھی بڑھانا واجب اور منڈانا اور کترانا حرام ہے اٹھارہ آیتیں بہتر حدیثیں ساٹھ ارشادات علمائے کرام

موجود ہیں

جن کو حضور پرنور اعلیٰحضرت عظیم البرکۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مبارک رسالہ

مسمّیٰ بنام تاریخی

لمعۃ الضحیٰ فی اعفاء اللحیٰ

۱۳۱۵ھ

میں جمع فرمایا

اور جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم رضا خانصاحب قادری رضوی بریلوی نے

اپنے اہتمام سے

مطبع اہل سنت و جماعت واقع آستانہ عالیہ رضویہ بریلی محلہ سوداگران میں چھپا

بلکہ وہ اپنے زور زور میں اور راہ چلے ہیں کہ داڑھی منڈانا حرام نہیں اور مکروہ تحریمی میں جو
اختلاف ہو کہ وہ حرمت سے قریب ہو یا حلت سے نزدیک مسلمانو راہ قریب دور ہو لیغرنکم باللہ
الغرور یہ ان قائل صاحب کا محض افترا گوئندہ و ایجاد بندہ ہو آجتک جہان میں کسی عالم نے مکروہ
تحریمی کو قریب بحلت نہ بتایا تمام کتب مذہب موجود ہیں حضرات شیخین و امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں یہ
اختلاف بتایا جاتا ہو کہ انکے نزدیک مکروہ تحریمی عین حرام ہو اور انکے نزدیک اقرب بحرام

تنویر الابصار وغیرہ عامہ اسفار میں ہو کل مکروہ حرام عند محمد و عندہما الی الحرام اقرب اور عند
التحقیق یہ بھی صرف اطلاق لفظ کا فرق ہو معنی سب کا ایک مذہب خود امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ امام ابو یوسف
رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے ناقل کہ اُنھوں نے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی اذا
قلت فی شئ اکرہہ فما رأیک فیہ جب آپ کسی شئ کو مکروہ فرمائیں تو اُسمیں آپکی رائے کیا ہوتی ہو

قال التحریم فرمایا حرام ٹھہرانا ذکرہ فی رد المحتار عن شرح التحریر للامام ابن امیر الحاج عن مبسوط
الامام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین تنبیہ ہفتم آیات قرآنیہ میں حق فرمایا ہمارے رب جل و علا نے فانہا
لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور یہ یوں کہ آنکھیں نہیں اندھی ہوتیں
بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں ان بے بصیرتونکو اگر کبھی کھلی آنکھوں سے
قرآن عظیم کی زیارت نصیب ہوتی تو جانتے کہ داڑھی بڑھانیکی طرف ارشاد اُس میں ایک دو
نہیں بلکہ بکثرت آیات کریمہ میں موجود ہو اسمیں دو طریق ہیں اول طریق عموم یہ دو وجہ پر
ہے وجہ اول کہ صحابہ کرام و ائمہ اعلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم امثال مقام میں استعمال فرماتے
[illegible]
جو کچھ یہ رسول کریم تمھیں دے اختیار کرو اور جس سے منع فرمائے باز رہو آیت قال تعالیٰ اقل
اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اے نبی مومنین سے فرما دے کہ
اطاعت کرو اللہ کی اور اُسکے رسول کی اور اپنے علما کی آیت قال عزوجل من یطع
الرسول فقد اطاع اللہ جو رسول کی فرمانبرداری کرے بیشک اُس نے اللہ کا حکم مانا
تبارک و تعالیٰ ان آیات اور انکے امثال میں نبی کا حکم بعینہ اپنا حکم اور نبی کی اطاعت بعینہ
اپنی اطاعت بتاتا ہو تو تمام احکام کہ حدیث میں ارشاد ہوئے سب قرآن عظیم سے ثابت ہیں جو

سادات کرام کے خلاف بھونکنے کو فرض عین سمجھنے والو!

فاضلِ بریلی قرآنِ پاک کی محض تحریفِ معنوی نہیں۔ تحریفِ لفظی کے بھی مرتکب ہوئے ہیں۔ اور صرف تحریف کے مرتکب نہیں ہوئے، اسے لکھ لکھ کر چھاپا گیا ہے اور دنیا بھر میں تقسیم کیا گیا ہے۔

اب بولو اور منہ کھولو!

قرآنِ پاک کی تحریفِ لفظی کفر ہے یا نہیں؟؟؟

اور فاضلِ بریلی مولانا احمد رضا خان قرآنِ پاک کی تحریفِ لفظی کر کے، اسے چھاپ کر، کافر و مرتد ہوئے یا نہیں؟

ان کے بعد ان کی تحریف کے کئی ایڈیشن جاری کرنے والے مسلمان رہے یا کفر و مرتد ہو گئے؟

اور آج جو بریلوی فاضلِ بریلی کی اس تحریف پر اطلاع پانے کے بعد بھی فاضلِ بریلی کو مسلمان سمجھے گا، ان پر: "مَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِہٖ وَعَذَابِہٖ فَقَدْ کَفَرَ" کا قاعدہ جاری ہو گا یا نہیں؟؟؟

؎ ہم سے الجھو گے تو انجام قیامت ہو گا۔۔۔!!!

ہم مذکورہ بالا ایک درجن تحریفاتِ معنویہ اور تین تحریفاتِ لفظیہ۔ یعنی ۱۵ تحریفات کو سامنے رکھتے ہوئے مُحرّف بریلویت کے پرستاروں سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ:

ان تحریفات کو سامنے رکھتے ہوئے فاضلِ بریلی پر کیا فتوی لگتا ہے؟

کیا قرآنِ عظیم کی (تمہارے مطابق) معنوی و لفظی تحریف کے بعد بھی فاضلِ بریلی مسلمان کہلائیں گے یا کافر و مرتد گنے جائیں گے؟

یا فاضلِ بریلی کے لیے خدائی اجازت نامہ نازل ہوا تھا کہ وہ قرآنِ عظیم کی تحریفِ لفظی کریں یا معنوی، ان کے لیے سب جائز ہے۔ اس امت میں مؤاخذہ ہو گا تو صرف اور صرف ساداتِ کرام سے؟؟؟

ناصبی بریلویوں کو چاہیے کہ شرم سے ڈوب مریں۔۔۔!!!

لیکن سچ یہ ہے کہ اس کے لیے بھی شرم ہونا ضروری ہے۔۔۔!!!

اختتامی جملے

برادرانِ اسلام!

سطورِ بالا میں فاضلِ بریلی حضرت مولانا احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالی کی شخصیت کے بارے میں جو کچھ کہا گیا، وہ ناصبی بریلویوں کی آنکھیں کھولنے کی خاطر تھا۔ ورنہ ہم پہلے بھی کہہ چکے اور ایک بار پھر اس کی تصریح میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے کہ:

ہم فاضلِ بریلی رحمہ اللہ تعالی کے ساتھ ادب واحترام کا تعلق رکھتے ہیں۔

موجودہ بریلوی نہ تو فاضلِ بریلی کے فکری ترجمان ہیں اور نہ ہی علمی و عملی۔ یہ محض مداری قسم کے لوگ ہیں جن کو صرف اپنی روزی روٹی کی فکر رہتی ہے۔ پھر چاہے اس کے لیے کسی کا پیٹ کاٹنا پڑے یا کسی کی جان لینی پڑے۔

لہذا سطورِ بالا کا نشانہ فاضلِ بریلی مولانا احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالی کو نہ سمجھا جائے۔ بلکہ ہمارا مخاطب ناخلف بریلویوں کو شمار کیا جائے۔

بہرحال! ہمیں موجودہ بریلویوں سے نہ تو کسی عقل وخرد کی امید ہے اور نہ عدل وانصاف کی۔ لیکن یہ زمین ابھی بانجھ نہیں ہوئی۔ اربابِ عقل ودانش اور

اصحابِ عدل وانصاف تا حال اس زمین پہ موجود ہیں۔ ان حضرات سے ضرور امید ہے کہ وہ کلماتِ بالا کو بنظرِ انصاف دیکھنے کے بعد اس بات کا ضرور اعتراف کریں گے کہ:

موجودہ بریلوی بغضِ آلِ رسول ﷺ میں اس قدر ڈوب چکے ہیں کہ اس بغضِ آلِ رسول ﷺ کی بنیاد پہ اسی شاخ کو کاٹ رہے ہیں جس پہ خود بیٹھے ہیں۔ ان بے عقلوں اور احمقوں کی باتوں کو اگر درست مانا جائے تو خود ان کا اپنا مسلک ان کے ہاتھ میں نہیں رہتا۔ یہ لوگ دعوے دار تو بریلویت کے ہیں لیکن فاضلِ بریلی کی فکر سے کوسوں دور نکل کر وہابیت کے حقیقی ترجمان بن چکے ہیں۔ مگر بیچاروں کی نادانی اور جہالت کا عالم یہ ہے کہ اپنی اس کیفیت تک سے ناواقف ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالی بطفیلِ پنجتن پاک علیہم السلام دل کے اندھے پن سے محفوظ رکھے۔

اللَّهُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَأَلْهِمْنَا اتِّبَاعَهُ، وَأَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا، وَأَلْهِمْنَا اجْتِنَابَهُ وَآخِرُ دَعْوَانا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

محمد چمن زمان نجم القادری

رئیس جامعة العین ۔ سکھر

٢٣ محرم الحرام ١٤٤٥ھ / ١١ اگست ٢٠٢٣ء